احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

دسمبر 2013ء

مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عقیدۂ اہلِ سنت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

اسلامی تعلیمات اور توہم پرستی

ملکی حالات و واقعات
اصل حقائق کیا ہیں۔۔۔؟

حقیقتِ روح اور اس کے متعلقات

پاکستان عوامی تحریک لاہور کے زیر اہتمام

مصطفوی ورکرز کنونشن

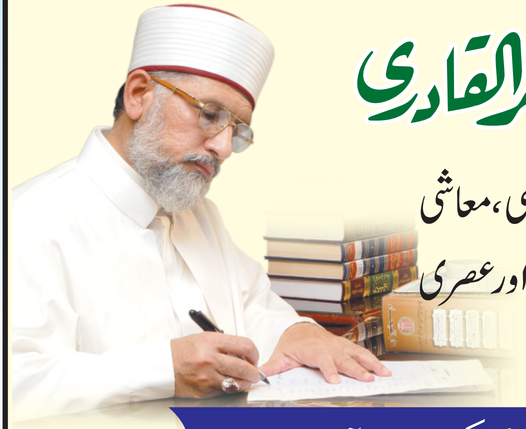

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی، روحانی، تعلیمی، معاشی
اقتصادی، سائنسی، فقہی، قانونی، انقلابی، فکری اور عصری
موضوعات پر **450** سے زائد کتب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی معرکہ آراء تصانیف

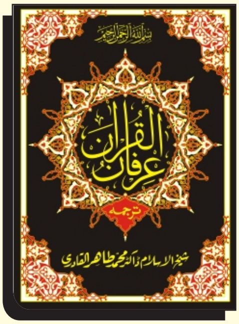

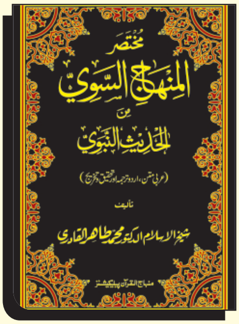

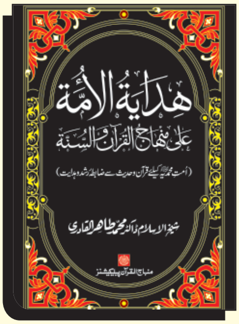

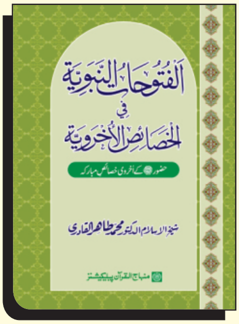

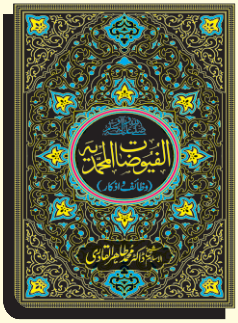

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

جلد 27 شمارہ 10 صفر ۱۴۳۵ھ دسمبر 2013ء

www.facebook.com/minhajulquran
www.minhaj.info Info@minhaj.info

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد طاہر معین

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، خرم نواز گنڈاپور
شیخ زاہد فیاض، جی ایم ملک، سرفراز احمد خان
حاجی منظور حسین مشہدی، غلام مرتضیٰ علوی
قاضی فیض الاسلام، راضیہ نوید

مجلس ادارت
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصراللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری
معاون طباعت: محمد ارشد
عکاسی: محمود الاسلام قاضی

حسنِ ترتیب

اداریہ۔ معروف دینی اصطلاحات کے ساتھ المیہ	چیف ایڈیٹر	4
(القرآن)۔ مقامِ مصطفی ﷺ اور عقیدۂ اہلسنت	ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	6
(الحدیث)۔ اسلامی تعلیمات اور توہم پرستی	ڈاکٹر علی اکبر الازہری	15
(الفقہ)۔ آپ کے دینی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	20
حقیقتِ روح اور اس کے متعلقات	محمد شہزاد مجددی	25
ملکی حالات و واقعات۔ اصل حقائق کیا ہیں۔۔۔؟	ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	33
تحریک کے اولین ایام کی یادیں	علامہ محمد معراج الاسلام	43
PAT لاہور کے زیر اہتمام مصطفوی ورکرز کنونشن	رپورٹ	48
تحریکی سرگرمیاں		50
خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم 2014ء		54

قیمت فی شمارہ: 25 روپے
سالانہ زرتعاون: 250 روپے

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ
ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان
فون: UAN: 111-140-140 فیکس: 35168184

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

حمد باری تعالیٰ جل جلالہٗ

میں ہوں کیا، میری اوقات کیا، حرفِ نامعتبر
تیرا فضل و کرم، شاملِ حال ہے، قصۂ مختصر

یاخدا! تیرے در پر کھڑا ہوں، کروں کیا طلب
میری محرومیوں، میری مجبوریوں کی تجھے ہے خبر

تیرا در چھوڑ نا، میرے بس میں نہیں، اے خدائے ازل
تیرا سائل ہوں، منگتا ہوں تیرا، میں جاؤں کدھر

میرا کاسہ بھی، دامن بھی، خالی ہوا، یاخدا!
یا خدا! اپنی رحمت کے دینا ہزاروں مجھے بحر و بر

تیرے لطف و کرم کا میں محتاج تھا اور محتاج ہوں
میرے آنگن کے پیڑوں کو دے یا خدا آج برگ و ثمر

میری بنجر زمینیں پکاریں تجھے ہر گھڑی، یاخدا!
ابرِ رحمت کو دے ان زمینوں کی جانب اذنِ سفر

میرا دامن تو پہلے سے ہی تنگ ہے، میرے اچھے خدا
ایک تیرا ہی در ہے کھلا، ہر گھڑی، اے خدائے سحر

تیری رحمت برستی رہے، یاخدا! یا خدا، ہر گھڑی
منتظر ہوں کھڑا، تیرے در پر بچھا کر، میں دامانِ تر

مشکلیں آج آسان کر دے مری، مہرباں اے خدا
بعدِ محشر بھی مجھ پر کھُلا ہی رہے، تیری رحمت کا در

میں ریاضؔ آج ہوں، تیرے گھر کے مصلے پہ نوحہ کناں
میرے بچوں کا اپنا کوئی گھر نہیں، دے انہیں ایک گھر

(ریاض حسین چودھری)

نعت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صبح و مسا نظر میں درِ مصطفیٰؐ رہے
ہر وقت میرے سامنے انؐ کی رضا رہے

دل میں وفورِ شوق کا طوفاں بپا رہے
آنکھوں میں انتظار کا دریا رکا رہے

شہدِ بہشت ہے کہ رہے انؐ کی آرزو
یہ دل کی عید ہے کہ انہیں سوچتا رہے

کھلتے ہیں شاخِ دید پہ انوار کے گلاب
صحنِ ثنا کا دل پہ دریچہ کھلا رہے

بہتی رہے رگوں میں یونہی یادِ مصطفیٰؐ
میرا وجود نور کا قلزم بنا رہے

روشن رہے معارفِ سیرت کی کہکشاں
اوراقِ جاں پہ اسمِ محمدؐ لکھا رہے

شرفِ لقاء کے بعد میں آنکھیں نہ وا کروں
دل کی نگاہ منظرِ رحمت پہ وا رہے

جب تک اٹھوں نہ حشر میں دیدار کے لئے
دہلیزِ مصطفیٰؐ پہ مرا سر جھکا رہے

اپنا غلام کہہ کے پکاریں مجھے حضورؐ
یہ بھی کرم عزیزؔ پہ روزِ جزا رہے

(شیخ عبدالعزیز دباغ)

معروف دینی اصطلاحات کے ساتھ المیہ

اس دور پُرفتن کا ایک المیہ یہ ہے کہ حقائق اور خرافات، سچ اور جھوٹ حتی کہ حق اور باطل کو باہم خلط ملط کیا جارہا ہے۔ بہت سی معروف دینی اصطلاحات (Titles) ہیں جن کا مضبوط اور مربوط پس منظر اور واضح شناخت ہے، لیکن جب ان عنوانات کو خود ساختہ مفاہیم پہنا دیئے جائیں تو ان کی ساری معنویت و افادیت انسانی معاشرے میں اثر کھودے گی۔ اس سلسلے میں کچھ کام تو اسلام دشمن قوتوں نے کیا ہے اور باقی کام بدقسمتی سے ہمارے اپنے ہاتھوں ہی سرانجام پارہا ہے۔ مثلاً ہمارے دور میں مذہبی بنیاد پرستی (Religious Fundamentalism) کی اصطلاح، رجعت پسندی اور تنگ نظری کے معنوں میں بہت کثرت سے استعمال ہوئی اور یہ کاوش اسلام دشمن قوتوں نے میڈیا کے ذریعے جاری رکھی، جب اس کو تھوڑا رواج ملا اور یہ زبانِ زدِ عام ہوئی تو اسے دہشت گردی کے ساتھ جوڑ دیا گیا۔ حالانکہ اسلام تنگ نظری اور انتہا پسندی کا سخت مخالف ہے۔ ایک مسلمان ان معنوں میں بنیاد پرست ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی عقائد پر ایمان رکھتا ہے اور اپنی اصل اور بنیاد سے تعلق استوار رکھتا ہے۔ دنیا کا ہر مذہب سکھاتا ہی بنیاد پرستی اور اصول پسندی ہے۔ صاف ظاہر جو مذاہب اپنی اصل پر ہوں گے وہ قائم رہیں گے اور جن میں انسانی عوامل اور خواہشات کی آمیزش ہوجائے گی وہ جدید عیسائیت کی طرح اپنی شناخت کھودیں گے۔ مغرب کو یہ پسند نہیں کہ مسلمان اپنی اصل سے جڑے رہیں۔ کیونکہ جب تک یہ جڑے رہیں گے ان کی عالمگیر اجتماعی قوت قائم رہے گی۔ لہٰذا بنیادی تعلیمات پر عمل پیرا لوگوں کو جب انہوں نے بنیاد پرست ڈکلیئر کیا تو گویا انہوں نے مسلمانوں کے اپنے دین سے وابستگی کے جذبے کو قابل نفرت قرار دے دیا۔ انہوں نے بڑی ہی مکاری سے چند سالوں کے اندر بنیاد پرستی کو دہشت گردی کے مترادف لفظ کے طور پر استعمال کرنا شروع کردیا اور رفتہ رفتہ یورپی معاشروں میں یہ تاثر ابھرنا شروع ہوگیا کہ ہر باعمل مسلمان خواہ وہ باریش مرد ہے یا باپردہ خاتون وہ ''دہشت گرد'' ہے اور اس سے پوری دنیا کا امن خطرے میں پڑ گیا ہے۔ اس منفی تاثر کی بناء پر آئے روز وہاں افسوسناک واقعات ہورہے ہیں۔ اس اصطلاح کے غلط استعمال کا ایک نقصان یہ بھی ہوا کہ سادہ لوح غیر مسلم عوام کے دلوں میں مسلمانوں سے نفرت و حقارت میں اضافہ ہوا اور محتاط اندازے کے مطابق اسلام کے خلاف اس منفی پروپیگنڈے کے اثرات کا دائرہ صلیبی جنگوں میں ہونے والے نقصان سے زیادہ وسیع ہے۔

اب آیئے دوسری جانب جہاں اہل اسلام معروف دینی عنوانات کو خود اپنی مرضی اور اپنے مخصوص سیاسی مفادات کے تحت غلط معانی پہنا رہے ہیں۔ ان اصطلاحات میں سرِ فہرست ''جہاد'' ہے جو غیر مسلموں کی طرف سے بدنام ہونے کے ساتھ ساتھ خود مسلمانوں کی طرف سے بھی غلط مفہوم اختیار کرگیا۔ جہاد بنیادی طور پر اسلام کا ایک حرکی تصور حیات ہے جس میں از اول تا آخر محنت، کاوش، حرکت اور ریاضت کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ اسی لئے علمی سطح پر اس کاوش کو اجتہاد کہا جاتا ہے جبکہ معمول سے ہٹ کر کثرت عبادت اور زہد کو مجاہدہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی سے تہجد بھی ہے جس کی ادائیگی میں عام طور پر نفس کی آرام طلبی کو بڑی جدوجہد سے زیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جہاد کے مقدس عمل کو ایک طرف باغی گروہوں کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف تعصّبات کی کھلی جنگ میں استعمال کیا جارہا ہے، جن میں مسلکی تعصب بھی کارفرما ہے۔ دوسری طرف جہاد کو صرف اور صرف تلوار اور کلاشنکوف سے منسلک کرکے ہم نے خود ہی اس کی معنویت کو وسیع دائرہ کار سے اٹھا کر محدود تصور میں مقید کردیا ہے۔ اس سے مسلمانوں کے اجتماعی فکر و عمل میں ایک نقصان یہ ہوا کہ انہوں نے علمی، تحقیقی،

سیاسی، معاشی اور ٹیکنالوجی کے میدانوں میں ترقی یافتہ اقوام کا مقابلہ کرنے کی بجائے مٹھی بھر مذہبی جنونیوں کے باعث خود کو ساری دنیا کے لئے سوالیہ نشان بنالیا ہے۔ عالمی سطح پر مذہب اسلام بالعموم متنازعہ موضوع بنادیا گیا ہے۔

جہاد کے تصور کو فی زمانہ اپنی انا کی تسکین، مخصوص نظریات کے تسلط اور دھونس کے لئے بھی بکثرت استعمال کیا جارہا ہے۔ لیبیا، عراق، افغانستان، شام اور اب پاکستان میں خانہ جنگی پھیل چکی ہے، متحارب گروپ یا تو نسلی تعصّبات میں الجھے ہوئے ہیں یا پھر مسلکی اور اعتقادی اختلافات کا شکار ہوکر آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ دونوں طرف سے لڑنے مرنے والے خود کو برحق سمجھ رہے ہیں۔ یہی صورت حال پاکستان میں جاری ہے۔ فاٹا کے علاقوں میں تحریک طالبان پاکستان نے سر اٹھا رکھا ہے وہاں گذشتہ 5 سال سے پاکستان آرمی کے آفیسروں اور جوانوں کو اغوا کیا جاتا ہے اور پھر بے دردی سے ان کی گردنیں کاٹ کر پھینک دی جاتی ہیں۔ سوات، مالاکنڈ اور دیگر پختون علاقوں کے تعلیمی اداروں کی مسماری روح فرسا مناظر پیش کررہی ہے، بے گناہ مردوں عورتوں اور بچوں کو خودکش بمباروں کے ذریعے ہلاک کرنے کا ابلیسی مشن پورے زور وشور سے جاری ہے جس کی ذمہ داری بھی یہ لوگ خود تسلیم کرتے رہے ہیں۔ آج تک کم وبیش 50,000 افراد اس بغاوت اور کھلی دہشت گردی کا شکار ہوچکے ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والی ریاست پاکستان کی رٹ کو چیلنج کرنے اور ملک کے طول وعرض میں مسلم خون کی ہولی کھیلنے والے خارجی صفت لوگوں کو مرتبہ شہادت پر فائز ہونے کی بشارتیں دی جارہی ہیں۔ یوں لفظ شہادت کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہے۔ عام انسان اگر اس مغالطے یا غلط فہمی کا شکار ہوتا تو معاملہ اور تھا مگر گذشتہ دنوں ہمارے ملک کی بعض معروف مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین نے یکے بعد دیگرے بڑی وضاحت کے ساتھ میڈیا پر پاکستان آرمی کے شہیدوں کی توہین کرتے ہوئے باغی قاتلوں کو شہید قرار دیا۔ جہاں تک امریکہ کے کردار کا تعلق ہے ہمارے نزدیک وہ بڑا قاتل اور دہشت گرد ہے اس میں کسی کو کوئی شک نہیں مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ باغی لوگ پاکستان کی حدود میں ریاستی امن خراب کررہے ہیں یا امریکہ کو نقصان پہنچا رہے ہیں؟ حقیقت میں عالمی استعمار سمیت یہ لوگ پاکستان کے ازلی دشمنوں کا آلہ کار بن کر تخریب کاری میں مصروف عمل ہیں۔ باغی کی جو تعریف قرآن و حدیث اور ائمہ دین نے کی ہے اور احادیث میں خوارج کی جو جو علامات بیان ہوئی ہیں وہ سب کی سب دور حاضر کے دہشت گردوں پر صادق آتی ہیں۔ اس لئے اگر کوئی جماعت یا اس کا قائد ایسے لوگوں کے سروں پر شہادت کا تمغہ سجانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ خود اسلام کی تعلیمات کا منکر اور حقیقی شہداء کا مجرم ہے۔ تشکیک و ابہامات کے اس پرفتن دور میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تین سال قبل دہشت گردی سے متعلق 600 صفحات پر مشتمل ضخیم فتویٰ جاری کرکے احقاق حق کا ثبوت دیا تھا۔ اس کے باوجود بعض مذہبی قائدین ہی اگر ہلاکت اور شہادت کو خلط ملط کریں گے تو عام لوگ راہنمائی کہاں سے حاصل کریں؟

ہمارا ملک اس وقت ان مغالطوں کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ راولپنڈی میں دس محرم الحرام کے روز دو طبقوں کی کھلی جنگ اور قتل و غارت گری اسی ذہنی الجھن اور فکری افلاس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پورا ملک مذہبی بدامنی کی بھینٹ چڑھا ہوا ہے اور ہرکس و ناکس کی نظروں میں مذہبی ادارے اور دینی شخصیات قصور وار قرار دی جارہی ہیں۔ ہمیں عالمی سطح پر استعماری سازشوں میں گھرا ہوا اسلام اور دشمنوں کی نظروں میں کھٹکنے والی اسلامی ایٹمی قوت ''پاکستان'' کی بقاء مطلوب ہے تو مل بیٹھ کر ان ابہامات اور فکری مغالطوں سے قوم کو نجات دلانی ہوگی ورنہ تاریخ کی عدالت میں تشدد اور دہشت گردی کو جہاد قرار دینے والے یہی مذہبی لوگ اس ناقابلِ تلافی نقصان کے ذمہ دار ہوں گے۔

ڈاکٹر علی اکبر قادری

القرآن

مقامِ مصطفیٰ ﷺ اور عقیدۂ اہلسنت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب ☆

مرتبہ: محمد یوسف منہاجین / معاون: محمد طاہر معین

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

”(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جو امی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر منجانب اللہ لوگوں کو اخبارِ غیب اورمعاش و معاد کے علوم و معارف بتاتے ہیں) جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کوحرام کرتے ہیں اور اُن سے اُن کے بارِگراں اورطوقِ (قیود) - جو اُن پر (نافرمانیوں کے باعث مسلّط) تھے - ساقط فرماتے (اور انہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔ پس جولوگ اس (برگزیدہ رسول ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں گے جوان کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں“۔ (الاعراف:۱۵۷)

یہ آیت کریمہ ان چند آیات میں سے ہے جو جامع الاوصاف اور جامع الکمالات النبویہ ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں حضور ﷺ کے اوصاف و کمالات کو بیان کر کے آخر پر اللہ رب العزت نے ایمان کا مفہوم بھی سمجھا دیا۔ اس آیت مبارکہ میں عقائد کے حوالے سے متعدد نکات موجود ہیں، آیئے ان میں چند لطیف نکات کا ذکر کرتے ہیں:

اُمّی کہنے کی وجہ

اس آیت مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کو بیک وقت نبی، رسول اور اُمّی کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نبی بھی کہہ دیا، رسول بھی کہہ دیا تو ساتھ اُمّی کہنے کی کیا ضرورت تھی؟

اس اسلوب سے درحقیقت مقام مصطفیٰ ﷺ سمجھانا مقصود ہے۔ اس لئے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ کو رسول کہا تو آپ ﷺ انسانیت کی طرف اللہ رب العزت کی رسالت کے حامل ہوگئے۔۔۔ جب نبی کہا تو اللہ کی طرف سے تمام علوم و اخبار غیبیہ کے حامل ہوگئے۔۔۔ اُمّی اس لئے کہا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ علم،

☆ (CD#1894)(مورخہ 01-09-2013)(انٹرنیشنل سنی کانفرنس برمنگھم۔ برطانیہ)

اخلاق، فکر، معرفت اور فہم میں جتنے کمالات اس رسول اور نبی کی ذات میں دیکھتے ہو، ان میں سے کوئی ایک کمال بھی کسبی نہیں ہے بلکہ سب وہبی ہیں۔۔۔ یعنی وہ دنیا میں کسی سے نہیں پڑھے، نہ انہوں نے کسی استاد سے سیکھے، نہ کسی کتاب سے۔ یہ سارے اصلاً ان کو باری تعالیٰ کی بارگاہ سے نصیب ہوئے۔

بعض لوگوں نے مقام مصطفیٰ ﷺ کو نہ سمجھا اور لفظ اُمّی کا ترجمہ کرتے ہوئے ''ان پڑھ'' لکھ دیا (معاذ اللہ) حالانکہ اس لفظ کا استعمال اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے مرتبہ علم کو دنیا کے سامنے آشکارا کرنے کے لئے فرمایا کہ آپ ﷺ کسی سے نہیں پڑھے۔ ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا.

''اور اس نے آپ کو وہ سب علم عطا کر دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے، اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے''۔ **(النساء:١١٣)**

آیئے اُمّی کے معنی پر غور کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم ﷺ کی اس صفت کو کس پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔

اُمّی میں ''اصل'' کا معنی ہے۔ قرآن مجید کی سورہ فاتحہ کو ام الکتاب کہتے ہیں، یعنی قرآن کے جملہ علوم کو اس سورت میں جمع کردیا گیا ہے۔ اس لئے یہ پورے قرآن کی ''ام'' ہے۔ اس حوالے سے اُمّی کا معنی یہ ہے کہ اولین و آخرین تمام علوم جس ذات میں جمع ہوجائیں، وہ ذات اُمّی کہلاتی ہے۔

مکہ کو قرآن مجید میں ''ام القریٰ'' کہا گیا یعنی جس اصل سے زمین کی ابتداء ہوئی۔ اس اعتبار سے معنی یہ ہوا کہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ وہ ہے جس ذات سے اس عالم امر اور عالم خلق کی سب سے پہلے ابتداء ہوئی۔ جو نور اول کے طور پر ظہور پذیر ہوا، اس کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے، انہی کو اُمّی کہتے ہیں۔ یعنی مکہ اس لئے اُمّی ہے کہ ساری زمین اس سے پھوٹی اور تاجدار کائنات اس لئے اُمّی ہیں کہ آپ ﷺ سے سارے انبیاء کی نبوتیں اور رسالتیں پھوٹیں۔۔۔ انسانیت کے کمال آپ ﷺ سے پھوٹے۔۔۔ ساری کائنات کا وجود حضور ﷺ کے نور سے پھوٹا۔۔۔ آپ ﷺ اصل الکائنات ہیں۔ انسانیت کو بارگاہ خداوندی سے یہ بتلا دیا گیا کہ انہیں عام نبیوں اور رسولوں کی طرح نہ سمجھنا بلکہ یہ **النبی الامّی** ہیں، انہی کے چشمے سے سب کچھ پھوٹا ہے، یہ اصلِ نبوت و رسالت ہیں۔ یہ اول الانبیاء، اول الرسل ہیں ور سب ان میں سے نکلے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو اپنی حقیقت میں اول ہو وہی آخر ہوا کرتا ہے، اس میں بعدیت نہیں ہوتی۔ جس طرح اللہ رب العزت نے اپنی ذات کو **ھوالاول ھوالاخر** کی شان دی، وہی شان آپ ﷺ کو بھی عطا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کو اُمّی بنایا تاکہ ھوالاول کی شان ظاہر ہوجائے کیونکہ ہر شے کی اصل مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کو خاتم النبیین بنایا تاکہ آخر بھی آپ ہی ثابت ہوجائیں۔ اولیت و آخریت کی شان آقا علیہ السلام کے اسی لقب اُمّی میں ہے۔

مُحَلِّلْ و مُحَرِّمْ

اس آیت مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے متعدد اوصاف وکمالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ امر بھی ہیں اور ناہی بھی ہیں۔ صرف پیغام دینے والے نہیں بلکہ امر و نہی پر بھی عمل پیرا ہیں۔ حتی کہ آپ ﷺ **مُحَلِّل** بھی ہیں اور **مُحَرِّم** بھی ہیں۔ یعنی آپ ﷺ صرف شارح نہیں بلکہ شارع بھی ہیں جس چیز کا حکم دیں تو وہ بھی شریعت بن جائے اور جس سے منع کردیں تو وہ بھی شریعت بن جائے۔۔۔ جس انداز سے کھڑے ہوجائیں وہ سنت بن جائے۔۔۔ جس انداز سے بیٹھیں وہ شریعت ہوجائے۔۔۔ اگر مسکرا دیں تو وہ شریعت ہوجائے۔۔۔ کہہ دیں تو وہ شریعت ہوجائے۔۔۔ رک جائیں تو وہ شریعت ہوجائے۔۔۔ الغرض یہ وہ عظیم ذات

ہے جن کا بولنا، اٹھنا، بیٹھنا، کلام، سکوت، حرکات و سکنات ہر ہر ڈھنگ سے خدا کا دین بنتا ہے ارشاد فرمایا:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ. (الاعراف:۱۵۷)

''اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں''۔

اگر وہ اشیاء پہلے ہی طیب تھیں تو ان کو حلال کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ اسی طرح اگر کچھ اشیاء پہلے ہی پلید ہیں تو ان کو حرام کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ قرآن نے کہہ دیا کہ اشیاء کی اپنی ماہیت پر مت جاؤ کہ یہ طیبات میں سے ہیں یا خبائث میں سے ہیں۔ حضور ﷺ کا فیصلہ شریعت ہوگا۔ اشیاء لاکھ مرتبہ طیب ہوتی پھریں جب تک زبان مصطفیٰ ﷺ سے نہ نکلے وہ طیب ہوکر بھی حلال نہیں ہوسکتیں۔ اسی طرح اشیاء لاکھ مرتبہ پلید ہوں مگر جب تک زبان مصطفیٰ ﷺ نہ کہہ دے کہ یہ حرام ہے وہ حرام ہونہیں سکتیں۔ حلت و حرمت کا مدار کسی شے کی ماہیت پر نہیں کہ وہ طیب ہے یا خبیث بلکہ حلت و حرمت کا مدار زبان مصطفیٰ ﷺ پر ہے، جسے حلال کہہ دیں وہ حلال ہے اور جسے حرام کہہ دیں وہ حرام ہے۔ شریعت جاننا ہو تو مصطفیٰ ﷺ کے لبوں کو دیکھا کرو، جو زبان مصطفیٰ کہہ دے وہی شریعت ہے۔

ناروا بوجھ ختم کرنے والے

ارشاد فرمایا:

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ. (الاعراف:۱۵۷)

''اور اُن سے اُن کے بارِگراں اور طوقِ (قیود) جو اُن پر (نافرمانیوں کے باعث مسلّط) تھے - ساقط فرماتے (اور انہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں''۔

یہ کہا جاتا ہے اسلام غلامی کی زنجیروں کو توڑنے اور ناروا بوجھ کندھوں سے اتارنے کے لئے آیا۔ یہ بات حق ہے۔ مگر الحمد سے والناس تک غلامی کی زنجیروں کو توڑنا اور کندھوں پہ پڑے ہوئے ناروا بوجھ کو اتارنا کے وصف کی نسبت اسلام کی طرف نہیں کی بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔ جس طرح کہ مذکورہ آیت سے ظاہر ہورہا ہے۔

اس رسول کی شان یہ ہے کہ یہ امتوں اور ملتوں کے کندھوں پر موجود ناروا بوجھ اتارنے والے ہیں۔ جن ناجائز غلامی اور ظلم کی زنجیروں میں انسانیت جکڑی ہوئی تھی، ان زنجیروں کو توڑنے والے مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ حضور ﷺ نے چونکہ ان زنجیروں کو توڑا اور بوجھ کو ہٹایا۔ لہذا یہ شان اسلام کو مل گئی مگر سمجھنا یہ ہے کہ اصلاً یہ کام کیا کس نے ہے۔ اسلام انسانیت کی طرف الگ نہیں آیا بلکہ جس چیز کو آقا علیہ السلام نے فرمادیا یہ اسلام ہے، وہی اسلام ہوگیا۔

آقا علیہ السلام نے جس شے کو فرما دیا یہ قرآن ہے پس وہ قرآن ہوگیا، ہمارے پاس قرآن کے قرآن ہونے کی بجز زبانِ مصطفیٰ ﷺ کوئی اور شہادت نہیں ہے۔ یہ مقام مصطفیٰ ﷺ ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے اگر مقام مصطفیٰ نہیں سمجھو گے تو مسلمانی کبھی صحیح نہیں ہوگی۔ آقا ﷺ کے مقام و مرتبہ سے مکمل آگہی نہ ہونے کی وجہ سے آج امت افتراق انتشار اور زوال کا شکار ہوگئی۔

آغازِ نزول قرآن کے وقت جب حضور نبی اکرم ﷺ نے سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات اہل مکہ کے سامنے تلاوت کیں تو لامحالہ مکہ کے باشندوں نے پوچھا ہوگا کہ یہ کیا ہے جو آپ پڑھ کر سنا رہے ہیں؟ ایسا کلام ہم نے کبھی نہیں سنا۔ اس کے جواب میں میرے آقا ﷺ نے فرمایا ہوگا کہ یہ قرآن ہے، اللہ کا کلام ہے جو مجھ پر نازل ہوا۔ یہاں بڑی توجہ طلب بات ہے کہ جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ قرآن ہے'' تو آپ ﷺ کا یہ جملہ قرآن تھا یا حدیث تھی؟ پس آپ ﷺ کے اس

جملہ ''یہ قرآن ہے'' کو ماننے والے مسلمان ہوگئے اور نہ ماننے والے کافر رہے۔ یہ جملہ قرآن نہیں بلکہ حدیث ہے۔ پس جنہوں نے مان لیا انہوں نے قرآن کا قرآن ہونا بعد میں مانا، پہلے حدیث مصطفیٰ ﷺ کو مانا۔

آج لوگ تکرار کرتے ہیں کہ ہمیں قرآن کافی ہے اور کسی حدیث اور سنت کی حاجت نہیں، ایسا کہنے والا بدترین کافر وملحد ہے۔ یہ کلام خود قرآن نے نہیں کہا، جو بات قرآن خود نہیں کہتا اس بات کو قرآن کی طرف کیوں منسوب کیا جاتا ہے۔ حدیث پر ایمان نے قرآن تک پہنچادیا۔ قرآن کو قرآن ماننا زبانِ مصطفیٰ ﷺ کا محتاج ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جب کفار مکہ کو اعلانیہ دعوت اسلام کا آغاز کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے تو کیا تم مان لو گے؟ سب نے کہا: مان لیں گے، اس لئے کہ آپ سچے ہیں۔ فرمایا: اگر مجھے سچا مانتے ہو تو میں تمہیں توحید اور اپنی رسالت کی دعوت دیتا ہوں۔ جھوٹے بتوں کی پوجا چھوڑ دو اور ایک خدا کی عبادت کرو۔

ان میں سے جو مان گئے وہ مومن ہوگئے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے توحید کی دعوت دینے سے قبل اپنی سچائی وامانت داری کے حوالے سے ان کا ٹیسٹ لیا کہ یہ لوگ میری سچائی کو مانتے ہیں یا نہیں؟ جب جواب دیا: ہاں، آپ کو سچا مانتے ہیں۔ تب سچا ماننے والوں کو خدا کے ایک ہونے کی خبر دی۔ اگر وہ کہہ دیتے کہ آپ کو سچا نہیں مانتے تو حضور ﷺ ان کو توحید کی خبر ہی نہ دیتے کہ جب ایک چھوٹی سی بات کہ پہاڑ کے پیچھے سے لشکر آرہا ہے، اس کو وہ نہیں مانتے جو محسوس ہے، دیکھی جانے والی چیز ہے تو اس خدا کے ایک ہونے کی خبر تمہیں کیا دینا جو دکھائی، سنائی اور محسوس کئے جانے سے ماوراء ہے۔

انہوں نے حضور ﷺ کو سچا مانا تو پھر خدا کے ایک ہونے کی خبر حضور ﷺ نے دی۔ گویا اگر خبر پر یقین کرنا ہو تو پہلے مخبر پر یقین کیا جاتا ہے۔ خبر توحید ہے اور مخبر کی شان، رسالت ہے۔ مخبر مصطفیٰ ﷺ ہے اور خبر جس کی دی جارہی ہے وہ خدا ہے۔ مقام مصطفیٰ ﷺ یہ ہے کہ خدا کو وہی مانتا ہے جو پہلے مصطفیٰ ﷺ کو مانتا ہے۔ توحید، اس کی وحدانیت اور اس کا ہونا، نہ کسی نے چکھا، نہ دیکھا، نہ سنا۔ وہ تو نہ محسوسات میں سے ہے اور نہ معقولات میں سے ہے۔ نہ حواس اس کی خبر دیتے ہیں اور نہ عقل خبر دیتی ہے اور نہ ہی وجدان اس کی قطعی خبر دیتا ہے۔ جب حواس خمسہ، ذرائع علم، حواس خمسہ باطنی اور عقل کے سارے ذرائع جواب دے گئے اور خدا کے ہونے کی خبر انسان کے پاس نہ تھی، نہ کوئی ظاہری شہادت ہے، نہ ذریعہ علم ہے، تو خدا کے خدا ہونے کا کس نے بتایا۔۔۔؟ مصطفیٰ ﷺ نے فرمادیا کہ وہ ہے، پس ہم نے مان لیا کہ وہ ہے۔۔۔ فرمادیا کہ ایک ہے، ہم نے کہا ایک ہے۔۔۔ وہ جو جو بتاتے گئے ہم مانتے گئے۔۔۔ ایمان کا مطلب ہی یہ ہے کہ مصطفیٰ ﷺ کو مانو اور پھر وہ جو منواتے جائیں اسے بھی مانتے جاؤ اور جو جو چھڑواتے جائیں اسے چھوڑتے جاؤ۔ اگر یہ کیفیت نصیب ہوجائے تو اس کو ایمان کہتے ہیں۔

آپ ﷺ جو فرمائیں، شریعت ہوجائے

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں متفق علیہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات سے منیٰ واپس آئے اور سوا لاکھ صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہوئے اور شہر مکہ طرف اشارہ کرکے فرمایا: یہ کون سا شہر ہے۔۔۔؟ ہر ایک کو معلوم تھا کہ یہ مکہ ہے مگر کسی ایک صحابی نے بھی نہیں کہا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ مکہ ہے۔

صحابہ کرامؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اس سوال کے جواب میں صرف یہ کہا واللہ اعلم ورسولہ۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ شہر مکہ ہے، اس شہر میں کعبہ معظّمہ ہے، اسی گھر کی زیارت وطواف کے لئے آئے ہیں مگر جواب

یہ دیا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔

پھر آقا علیہ السلام نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟

صحابہ کرام اس مہینے کے نام سے بھی واقف ہیں، اس لئے کہ تمام صحابہ حج کے لئے آئے ہیں، احرام باندھ کر کھڑے ہیں، منیٰ میں کھڑے ہیں مگر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود واللہ اعلم ورسولہ کے الفاظ ان کی زبان سے جواباً جاری ہوتے ہیں۔

پھر آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آج کون سا دن ہے۔۔۔؟

سب صحابہ کرام کو معلوم ہے کہ وہ منیٰ میں کھڑے ہیں، قربانی ہونے والی ہے، کل عرفات سے چلے تھے، رات مزدلفہ میں گزاری، ہر ایک کو معلوم ہے کہ آج 10 ذوالحج ہے مگر کوئی ایک بھی نہیں بولتا بلکہ الله ورسوله اعلم کے الفاظ ادا کرتے ہوئے سراپا ادب کھڑے ہیں۔

ان سوالات کے کرنے کا مقصد درحقیقت دنیا کو صحابہ کرام کے عقیدہ مقام مصطفیٰ ﷺ سے آشنا کرنا تھا کہ لوگوں کو اصل عقیدہ کی سمجھ آجائے۔ اگر عقیدہ صحابہ سے لے لیں تو ساری فرقہ بندیاں ختم ہوجائیں اور امت ایک جگہ اکٹھی ہوسکتی ہے مگر نقطہ ارتکاز پہچاننے کی ضرورت ہے۔ وہ ایک نقطہ جس پر جمع ہوجائیں، وہ ذات مصطفیٰ ﷺ سے قلبی تعلق ہے۔ اس نقطے کی تلاش میں ہمیشہ سرگرداں رہیں، اس کی کامل معرفت ہی دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ صحابہ کے اس رویہ سے ان کا عقیدہ نکھر کر سامنے آرہا ہے کہ جس عقیدہ میں جسارت نہ ہو وہ عقیدہ صحابہ کا عقیدہ ہے۔ معلوم ہوا کہ جہاں ہر حوالے سے ادب وسکوت ہو، وہ صحابہ کا عقیدہ ہے اور اسی کو اہلسنت کا عقیدہ کہتے ہیں۔ مقام مصطفیٰ ﷺ سے آشنا ہونے کے لئے صحابہ کرام کے عقیدہ سے روشنی وراہنمائی لینا ہوگی۔

کسی نے ان صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابی سے پوچھا کہ تمہیں پتہ تھا کہ یہ مکہ ہے، تمہیں علم تھا یہ ماہ ذوالحجہ ہے، معلوم تھا کہ یوم النحر ہے تو تم نے حضور نبی اکرم ﷺ کو جواب کیوں نہیں دیا۔۔۔؟ اس صحابی نے جو جواب دیا وہ جواب ہی درحقیقت عقیدہ اہلسنت کی بنیاد ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم تھا کہ یہ شہر مکہ ہے، ماہ ذوالحجہ ہے اور یوم النحر ہے مگر ہمیں معلوم نہیں تھا کہ محبوب خدا ﷺ کا منشاء کیا ہے۔۔۔؟ ہم اگر مکہ کہہ دیتے تو ہوسکتا تھا کہ حضور ﷺ اس کا نام بدلنا چاہ رہے ہوں۔ لہذا اس شہر کا وہی نام ہوجاتا جو آپ ﷺ فرمادیتے۔۔۔ اس ماہ کا وہی نام ہوجاتا جو حضور ﷺ فرمادیتے۔۔۔ اور اس دن کا بھی وہی نام ہوجاتا ہے جو حضور ﷺ ارشاد فرمادیتے۔۔۔

مقام غور یہ ہے کہ جب صحابی یہ جواب دے رہے تھے تو کیا انہیں معلوم نہ تھا قرآن نے اس شہر کو مکہ کہا ہے، اس شہر کی قسمیں کھائی ہیں۔ بھلا حضور ﷺ اس کے نام کو کس طرح تبدیل کرسکتے ہیں۔ مگر ان کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کی زبان اقدس سے جو بھی نام نکل جاتا، اسلام میں وہی نام اس شہر، ماہ اور دن کی پہچان قرار پاتا۔ اس لئے کہ شریعت اور اسلام حضور ﷺ کے فرامین و احکامات ہی سے منسلک ہے، جسے چاہیں شریعت و احکام اسلامی قرار دے دیں اور جسے چاہیں رد کردیں۔ اس لئے صحابہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کا جواب حضور ﷺ کے منشاء سے ٹکرا جائے۔

سب کچھ قرآن کے ذریعے ان کے علم میں ہے مگر تب بھی گویائی کی جسارت نہیں کرتے۔ یہ مقام مصطفیٰ ﷺ ہے جس کی معرفت صحابہ کو تھی، یہ عقیدہ ہو تب ایمان بنتا ہے اور یہ عقیدہ نہ ہو تو نری بیمانی ہے۔ یاد رکھیں! اگر آقا ﷺ کی ذات سے تعلق نہیں تو عبادات نہیں بچائیں گی۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے بارے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔ کوئی ایک بھی حدیث ایسی نہیں کہ جس میں یہ درج ہو کہ قبر کی پہلی رات عبادات کے متعلق تفصیلات پوچھی جائیں گی بلکہ قبر میں پوچھا جانے والا سوال مقام و معرفت مصطفیٰ ﷺ ہی کا ہوگا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم عقیدے کو

سمجھیں، عقیدہ کی بنیاد ایمان ہے اور ایمان کی حقیقت مقام مصطفیٰ ﷺ سے آشنائی اور عقیدہ صحابہ کے مطابق اپنے عقائد کو مضبوط و مستحکم کرنا ہے۔

توحید بواسطۂ رسالت

یہ ہی فلسفہ سورۃ الاخلاص میں بھی بیان کیا گیا۔ ارشاد فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. (الاخلاص:۱)

''(اے نبی مکرّم!) آپ فرما دیجیے: وہ اللہ ہے جو یکتا ہے''۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک ہونے کی خبر اپنے بندوں کو خود کیوں نہیں دے رہا کہ انا اللہ واحد ''میں اللہ ایک ہوں'' اپنے توحید کا اعلان زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے کیوں کروایا جارہا ہے کہ اے محبوب ﷺ آپ کہہ دیں کہ وہ اللہ ایک ہے۔

اس اسلوب سے درحقیقت اللہ رب العزت نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ساتھ عقیدہ توحید کی بھی وضاحت فرمادی۔ فرمایا میں بندوں سے کلام ہی نہیں کرتا۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ .

''اور ہر بشر کی (یہ) مجال نہیں کہ اللہ اس سے (براہِ راست) کلام کرے''۔ (الشوریٰ:۵۱)

اس آیت مبارکہ میں انسان کی کمزوری، ضعف اور عدم استعداد کو بیان کیا کہ کوئی بشر اس قابل نہیں کہ میں اس سے کلام کروں۔ کلام نہ کرنے کی یہ کمی مجھ میں نہیں بلکہ کوئی بشر اس استعداد کا حامل نہیں کہ اس سے کلام کروں۔ کیوں؟ اس سوال کے جواب سے حقیقت نبوت سامنے آتی ہے۔ اس لئے کہ جس سے اللہ کلام کرلے وہ نبی ہوجاتا ہے، خواہ Direct کرے، خواہ پردے کے پیچھے سے، خواہ فرشتے کو بھیج کر کلام کرے، تینوں صورتوں میں جس سے کلام کرے وہ نبی ہوجاتا ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ جس کو بلالے وہ نبی ہوجاتا ہے۔ اپنی توحید کی معرفت دینے کے لئے جن سے کلام کررہا ہوں وہ میرے بندے ہیں، نبی نہیں ہیں لہذا محبوب ﷺ آپ بتادو کہ میں ایک ہوں کیونکہ میں ان سے براہ راست بات نہیں کرتا، جب بھی ان سے بات کرتا ہوں تو نبی یا رسول کو منتخب کرتا ہوں اور اس سے کلام کرتا ہوں اور وہ میرے نمائندہ کے طور پر میرے بندوں اور اپنی امت سے کلام کرتا ہے۔ انسانوں سے میری بات وہ کرتا ہے، میں انسانوں سے براہ راست بات نہیں کرتا۔

پس سورہ توحید نے نقطہ سمجھادیا کہ اللہ، اللہ ہوکر نبی کے واسطوں کے بغیر اپنے بندوں سے بات نہیں کرتا تو انسان کی کیا مجال ہے کہ وہ بندہ ہوکر نبی کے واسطے کے بغیر اللہ رب العزت تک رسائی چاہتے ہیں۔ وہ رب جو قادر مطلق ہے، وہ خدا ہوکر بندوں سے کلام نہیں کرتا جب کلام کرنا چاہے تو نبی کو وسیلہ و واسطہ بناتا ہے۔ وہ خدا ہوکر براہ راست بات نہیں کرتا اور ہم بندے ہوکر نبی کا وسیلہ چھوڑ کر براہ راست خدا تک پہنچانا چاہتے ہیں، یہ توحید کے خلاف ہے۔

اگر غور کیا جائے تو لفظ ''قل'' میں پیغام رسالت کارفرما ہے۔ اس میں اللہ کی وحدانیت، توحید، ردشرک کا معنی نہیں ہے بلکہ وہ اپنے محبوب سے فرمارہا ہے تو کہہ دے۔ پس خدا کا نبی رسول سے کلام کرنا کہ میرا پیغام بندوں تک پہنچادے اس Process کو شریعت کی اصطلاح میں رسالت کہتے ہیں۔ لہذا ''قل'' عنوان رسالت ہے اور ''ھواللہ احد'' سے توحید شروع ہوتی ہے۔ رب ذوالجلال نے اپنی توحید کے بیان کی ابتداء اور عنوان رسالت کو بنایا اور یہ سمجھا دیا کہ توحید وہی معتبر ہے جو واسطہ اور وسیلۂ رسالت سے ملے۔ جس توحید میں رسالت کا وسیلہ نہیں، وہ توحید ہی نہیں ہے۔

ایمان، تصدیقِ قلبی کا نام ہے

ایمان، تصدیق کا نام ہے۔ ایمان کے لئے

اصلاً اقرار مطلوب نہیں بلکہ ایمان تصدیق سے ہوجاتا ہے، اقرار تصدیق کے اظہار کے لئے ہے۔ اس بات پر سب اہل علم کا اتفاق ہے کہ علم اور معرفت سے ایمان نہیں بنتا اگر معرفت سے ایمان بنتا تو سب اہلِ کتاب مومن ہوتے، قرآن مجید نے کہا:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ.

''اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے وہ اس رسول (آخر الزماں حضرت محمد ﷺ اور ان کی شان وعظمت) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جیسا کہ بلاشبہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں''۔ **(البقرہ ۱۴۶:۲)**

یہود و نصاریٰ رسول اکرم ﷺ کی اتنی معرفت رکھتے ہیں جتنی ماں باپ اپنے بیٹے کی، مگر اتنی معرفت کے باوجود وہ مومن نہ ہوئے کیونکہ تصدیق قلبی نہ تھی۔ اسی طرح علم سے بھی ایمان نہیں بنتا۔ ابوجہل کہا کرتا تھا:

انا نعلم ان محمد هو النبي ولكن لا نومن ابدا.

''ہم جانتے ہیں کہ یہ نبی ہیں مگر ہم ان پر کبھی ایمان نہ لائیں گے''۔

اس کا یہ بیان اس لئے تھا کہ جو اوصاف اس نے ان میں دیکھے ہیں وہ غیر نبی میں ہو ہی نہیں سکتے۔ یہود و نصاریٰ کو معرفت تھی مگر ایمان نہ لائے اس لئے کہ تصدیق قلبی نہ تھی۔

گویا اگر حضور ﷺ کی ذات سے تعلق علم ونظر اور فکر و معرفت کا ہو تو یہ تعلق رکھ کر کوئی مومن نہیں بنتا۔ مومن تب بنتا ہے جب دل مصطفیٰ ﷺ سے جڑ جائیں، تصدیق قلبی ہوجائے، مصطفیٰ ﷺ کے قدموں سے ربطِ قلبی پیدا ہوجائے۔ دل ماننے لگے تو بے شک الف بھی نہ آتا ہو مگر دل کے ماننے کی وجہ سے تعلق مضبوط ترین ہوتا ہے۔

حضرت بلال حبشیؓ نے کونسی علم اور منطق کی کتابیں پڑھی تھیں مگر ان جیسا ایمان کیا کسی کا ہوسکتا ہے۔ اگر ربطِ قلبی نہ ہو تو لاکھ علم ونظر، فلسفہ، فہم اور معرفت ہو مگر ایمان نہیں آتا۔ ایمان دماغ میں جنم نہیں لیتا بلکہ ایمان کا موضوع دل ہے۔ دماغ میں علم جنم لیتا ہے اور قلب میں عشق جنم لیتا ہے۔ ایمان تصدیق شرعی ہے اور تصدیق شرعی ربطِ قلبی کا اشارہ دیتی ہے۔ اگر ایمان والا بننا ہے تو تعلقِ عشق پیدا کرو، تعلقِ محبت پیدا کرو۔ عقل، فکر ونظر، فلسفہ ومنطق اور کتب کے بلند ترین مقام پر بھی پہنچ جاؤ مگر ربطِ قلبی کے بغیر ایمان نصیب نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ کیا ہے؟

یہی بات عقیدے کے حوالے سے بھی سمجھ لیں کہ عقیدہ، عقد سے ہے، اس کا معنی ہے **توثيق الربط بالقوه** مضبوطی سے طاقت کے ساتھ گانٹھ باندھ دینا۔ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ . (النساء:۳۳)

''اور جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے''۔

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ .(المائدہ:۸۹)

''لیکن تمہاری ان (سنجیدہ) قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم (ارادی طور پر) مضبوط کرلو''۔

جب تک ایسی گانٹھ نہ بندھے جو کھل نہ سکے، عقیدہ نہیں بنتا۔ جو شک میں رہیں اور کبھی کہتے پھریں یہ ٹھیک ہے اور کبھی کہیں وہ ٹھیک ہے۔ **لا الٰہ هولاء ولا الٰہ هولاء**۔۔۔ جب تک فکرونظر کی وادیاں عبور کرکے ربطِ قلبی، حبِ قلبی، عشقِ قلبی کا تعلق ذات مصطفیٰ ﷺ سے استوار نہ ہوجائے اور علم و معرفت کے سارے پیمانے حضور ﷺ کے قدموں پہ نچھاور نہ ہوجائیں، اس وقت تک نہ ایمان بنتا ہے اور نہ عقیدہ بنتا ہے۔

عقد، کلادہ (پٹے) کو کہتے ہیں جیسے کسی جانور کے گلے میں پٹہ باندھا ہو تو کہتے ہیں کسی کا ہے۔ پٹے کے بغیر پھرتا ہو تو کہتے ہیں پتہ نہیں کس کا ہے؟ عقد کا معنی پٹا باندھنا بھی ہے اور عقیدہ تب ثابت ہوتا ہے جب کسی کا پٹہ گلے میں ڈال لیا جائے۔ جب پٹہ ڈال لیتے ہیں تو

محبوب کا نقص کوئی نہیں سنتا، پھر کجی کی کوئی نہیں سنتا، جب پٹہ گلے میں آجائے تو سب کچھ جس کا پٹہ ہو اسی پہ نچھاور ہوجاتا ہے۔ عقیدہ صحیحہ کے لئے ایسا قلبی تعلق پیدا کرو کہ حضور ﷺ کے پٹے والے ہوجاؤ۔ میرے آقا ﷺ کا پٹہ جس کے گلے میں ہو تو پتہ چلے کہ یہ سگِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس سے عقیدہ بنتا ہے اور پھر اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی، اس لئے کہ اب گانٹھ بندھ گئی ہے۔

علم، فکر، نظر ہر ایک میں شک وشبہ ہے۔ قرآن نے کہا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ. (الحجرات:۱۵)

”ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے، پھر شک میں نہ پڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے، یہی وہ لوگ ہیں جو (دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں“۔

اِنَّمَا کلمہ حصر کے ساتھ فرمایا کہ ایمان کی شرط یہ ہے کہ جب ایمان آجاتا ہے تو شک کی گنجائش ختم کردیتا ہے، جس میں شک وشبہ رہے وہ ایمان نہیں رہتا۔

عقائد کا نقطۂ ارتکاز

یہ بات بڑی قابل توجہ ہے کہ تعلیمات اسلام میں سے کسی تعلیم، نظریہ، عقیدہ کا پٹہ بنیادی حیثیت کا حامل ہے کس عقیدہ پر عقدِ قلبی ہو۔۔۔؟ کوئی کہہ سکتا ہے توحید کا، کوئی کہہ سکتا ہے ایمان بالآخرت کا، کوئی کہہ سکتا ہے رسالت عمومی کا۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ عقائد میں نقطہ ارتکاز کیا ہے۔۔۔؟ ایسا عقد (پٹہ) ہو جو اہل ایمان کے لئے مابہ الامتیاز عقیدہ ہو۔ وہ عقیدہ جو باقی مذاہب اور ہمارے مذہب اسلام میں مشترک ہو وہ نقطۂ ارتکاز نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ اس سے مومن و یہودی کا فرق معلوم نہیں ہوسکتا۔

مثلاً اگر کہیں کہ توحید کے عقیدہ پر عقد کریں، اس پر گانٹھ باندھیں اور اسے مابہ الامتیاز سمجھیں، تو یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ یہود کا بھی توحید پر عقیدہ ہے۔ یہودی بھی خدا کو ایک مانتے ہیں، اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں۔ یہودیوں کو ذبح کیا ہوا جانور آج کے زمانے میں بھی حلال ہے کیونکہ توحید پر ان کا عقیدہ ہے۔ پس توحید نقطہ اشتراک ہے نقطہ امتیاز نہیں ہے۔ یہودیوں سے اشتراک کرنا ہو تو توحید کی بات کریں گے لیکن مسلمانوں کا امتیاز کرنا ہو تو کچھ اور دیکھنا پڑے گا۔

کوئی کہہ سکتا ہے آخرت نقطہ ارتکاز اور امتیازی نقطہ ہے لیکن آخرت پر تو یہود و نصاریٰ کا بھی عقیدہ ہے۔ بائبل Old testament اور New testament میں عقیدہ آخرت واضح طور پر موجود ہے کہ وہ آخرت کے منکر نہیں ہے۔ جب یہودو نصاری بھی آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم بھی ایمان رکھتے ہیں تو یہ عقیدہ بھی مابہ الامتیاز نہ ہوا لہذا یہودو نصاریٰ سے عالم انسانیت کی سطح پر اشتراک کرنا ہو تو توحید اور آخرت کی بات کریں گے مسلمانوں کا امتیاز کرنا ہو تو کچھ اور دیکھنا ہوگا۔

کوئی کہہ سکتا ہے رسالت عمومی یعنی اللہ تعالیٰ، انبیاء و رسل کو مبعوث کرتا ہے یہ عقیدہ امتیازی عقیدہ ہے مگر جب ہم Old اور New Testament کو دیکھتے ہیں تو ہمیں رسالت عمومی کا عقیدہ وہاں بھی نظر آتا ہے کہ وہ بھی رسول اور نبی کو مانتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام تک سب انبیاء کو وہ نبی و رسول مانتے ہیں۔ گویا عمومی رسالت و نبوت کے تصور پر یہودو نصاریٰ اور ہمارے درمیان اشتراک ہے، مابہ الامتیاز نہیں۔

اب اگر یہودی، نصرانی اور مسلمان کی عقیدہ کے لحاظ سے پہچان کرنی ہو تو یہ دیکھنا ہوگا کہ عقیدے میں مابہ الامتیاز عنصر کیا ہے۔۔۔؟ جس سے مسلمان نکھر کے سامنے آجائے اور اس انفرادی نقطہ پر اس کے ساتھ کوئی اور مشترک نظر نہ آئے۔ سن لیں وہ مابہ الامتیاز نقطہ/عقیدہ صرف شان وعظمت مصطفیٰ ﷺ ہے جو سب مذاہب سے

مسلمان کو ممتاز کر دیتا ہے۔

اگر ہم نے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کا نقطہ تلاش کرنا ہے تو عقیدۂ مقام مصطفیٰ ﷺ اور عظمت و شان مصطفیٰ ہی وہ عقیدہ ہے جس پہ اکٹھا ہونا ہوگا۔ اس لئے کہ نہ توحید مسلمانوں کو نقطہ امتیاز دیتی ہے۔۔۔ نہ آخرت نقطہ امتیاز دیتی ہے۔۔۔ نہ رسالت عمومی کا تصور امتیاز دیتا ہے۔۔۔ اگر امتیاز ہے تو فقط عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ کا امتیاز ہے۔ یہود و نصاریٰ اس نقطہ امتیاز کو نہیں مانتے تھے، باقی سب چیزیں ان میں تھیں۔ سورہ بقرہ و سورہ آل عمران کی آیات بتاتی ہیں کہ سب ایک جیسے نہ تھے، ان میں بڑے بڑے ایماندار بھی تھے، راتوں کو اٹھ کر قیام کرنے والے بھی تھے، سجدہ ریز ہوکر آیتیں تلاوت کرنے والے بھی تھے، حتی کہ ایسے بھی تھے کہ جب حق بات سنتے تو ان کی آنکھیں برسنے لگ جاتی تھیں، رونے والے بھی تھے اور تقویٰ اختیار کرنے والے بھی تھے۔ یہ سب اوصاف ان کے اندر موجود تھے۔ جب تاجدار کائنات ﷺ کی بعثت ہوئی تو درج بالا اوصاف کے حامل اہل کتاب کو کہا گیا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لے آؤ۔ اس موقع پر آکر واضح تقسیم ہوگئی جو ایمان نہ لائے ان کے سجدے بھی گئے۔۔۔ ان کے قیام اللیل بھی گئے۔۔۔ ان کا خدا کے نام کو سن کر رونا بھی اکارت گیا۔۔۔ ان کی امانت و دیانت بھی گئی۔۔۔ تقویٰ و خوف خدا بھی گیا۔۔۔ فرمایا کہ یہ سب کچھ میرے لئے تھا، میں سب کچھ رد کرتا ہوں اس لئے کہ جس کا میں ہوں تم ان کو نہیں مانتے۔ اس طبقہ کا ذکر قرآن نے کیا کہ ان کے پاس توحید بھی تھی۔۔۔ عقیدہ آخرت بھی تھا۔۔۔ تقویٰ و امانت بھی تھی۔۔۔ خوف خدا بھی تھا۔۔۔ راتوں کو جاگنا، سجدہ ریزیاں بھی تھیں۔۔۔ الغرض سب کچھ تھا مگر صرف غلامئ مصطفیٰ ﷺ نہ تھی، اس بناء پر سب کچھ رد کردیا۔ پس قرآن نے ثابت کردیا کہ دیگر مذاہب میں بھی اور مسلمانوں کے اپنے درمیان بھی ایمان اور عقیدے کا امتیاز مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کے علاوہ کوئی اور شے نہیں۔

(جاری ہے) ❁❁❁❁❁

بقیہ: الحدیث

حدیث قدسی میں آتا ہے۔

یقول اللہ عزوجل اصبح من عبادی مومن بی وکافر فاما من قال مطرنا بفضل اللہ فذالک مومن بی وکافر بالکوکب، واما من قال: مطرنا بنوء فذالک فھو کافر بی مومن بالکوکب.

(مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، ۱: ۸۳، رقم: ۷۱)

”اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: میرے بندوں میں سے بعض مجھ پر ایمان لانے والے اور بعض میرے منکر ہوگئے۔ لہذا جس شخص نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل سے بارش برسی ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر فلاں کی وجہ سے بارش برسی وہ میرا منکر ہوگیا اور ستاروں پر ایمان لے آیا“۔

حقیقی مسلمان ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے عقائد و نظریات میں سے ان جاہلانہ رسوم و رواج، اوہام اور خیالات کو خارج کردیں۔ یہ فاسد اوہام ہمارے عقیدہ پر اثر انداز ہوکر ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی حقیقی تعلیمات سے دوری کا باعث بنتے ہیں۔ ہماری نظر ہمیشہ اللہ رب العزت کے اس فرمان پر رہنی چاہئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. (یونس: ۱۰۷)

”اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو کوئی اس کے فضل کو رد کرنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے، اور وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے“۔

(جاری ہے) ❁❁❁❁❁

الحدیث

اسلامی تعلیمات اور توہم پرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف مجموعہ احادیث
"معارج السنن للنجاۃ من الضلالۃ والفتن" سے ماخوذ سلسلہ حدیث و شرح

ڈاکٹر علی اکبر الازہری

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب، ھم الذین لا یسترقون، ولا یتطیرون ولا یکتوون وعلی ربھم یتوکلون.

(مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین، ۱/۱۹۷، رقم:۲۱۶)

''جنت میں میری امت کے ستر ہزار افراد بلا حساب کتاب داخل ہوں گے اور (یہ خوش نصیب) وہ لوگ ہوں گے جو آگ سے داغتے نہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں اور نہ منتر پڑھتے ہیں (بلکہ جملہ معاملاتِ حیات میں) اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہونگے''۔

شرح حدیث

عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ شہری علاقوں کے پڑھے لکھے لوگ بالعموم اور دیہی علاقوں کے لوگ بالخصوص بہت سے معاملات میں توہم پرستی کا شکار رہتے ہیں۔ یہ سماجی بیماری دراصل کم علمی اور جہالت کی پیداوار ہے۔ خاص طور پر ہماری خواتین کی بھاری اکثریت توہم پرست ہے۔ ان پڑھ تو خیر ہوتی ہی لاعلم ہیں، پڑھی لکھی خواتین بھی اعتقادی طور پر بہت کمزور ہوتی ہیں۔ برصغیر کے مسلمانوں میں توہم پرستی اس لئے بھی کچھ زیادہ ہے کہ یہاں صدیوں سے ہم ہندوؤں سے معاشرتی میل جول کے بندھن میں جڑے رہے ہیں۔ تاہم یہ لاعلمی اور بداعتقادی دنیا کے مختلف خطوں کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ خاص طور پر افریقی اور ایشیائی مسلمانوں کی اکثریت مختلف انداز سے توہم پرستی کی کمزوری کا شکار ہیں۔ توہم پرستی دراصل ایمانی کمزوری کی علامت ہے۔ جس مرد یا عورت کا ایمان اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اکرم ﷺ، اور قرآن وسنت پر محکم اور پختہ ہوگا وہ اتنا ہی ان نظریات وعقائد سے دور ہوگا۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جہالت کی اس انتہاء کی طرح بدعقیدگی کی دوسری انتہاء بھی موجود ہے یعنی اس مسئلے کا دوسرا رخ یہ ہے کہ توہم پرستی کی مخالفت کی آڑ میں امت کا ایک طبقہ انبیاء و رسل سمیت بزرگانِ دین کی عظمت اور قدر و منزلت کا بھی منکر ہوگیا ہے۔ وہ دعاؤں کے اثرات، تبرکات انبیاء و صالحین کی برکات اور اوراد و وظائف کو بھی توہم، بدعت اور شرک کے زمرے میں شمار کرتا ہے۔ ذیل میں ہم ترتیب وار ان دونوں پہلوؤں کا جائزہ لیں گے۔

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کے مضمون کو مزید وضاحت کے ساتھ سمجھنے کے لئے حضور ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی بھی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا عدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر وفر من المجذوم کما تفر من الاسد.

(بخاری، الصحیح کتاب الطب، باب الجذام، ۵، ۲۱۵۸، رقم: ۵۳۸۰)

''(کسی بیماری کا بذات خود) متعدی ہونا، پرندوں سے بدشگونی لینا، ہامۃ اور صفر (دین اسلام میں) نہیں ہے اور جذام کی بیماری والے سے اسی طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو''۔

اس مختصر حدیث مبارکہ میں زمانہ جاہلیت میں موجود درج ذیل عقائد باطلہ اور توہمات کی نفی کی جارہی ہے:

۱۔ بیماریوں کو فی نفسہ متعدی سمجھنا۔

۲۔ پرندوں سے بدشگونی لینا

۳۔ صفر کے مہینے کو منحوس جاننا

۴۔ بھوت چڑیل کے اثر انداز ہونے کا عقیدہ رکھنا

زمانۂ جاہلیت کے یہ عقیدے جہالت، توہم پرستی، اندھی تقلید اور باطل خیالات و افکار کی وجہ سے آج بھی ہمارے ہاں بکثرت موجود ہیں۔ آئیے! ان توہمات میں سے بعض کا مختصر مطالعہ کرتے ہیں:

بیماریوں کا متعدی ہونا

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو وہموں اور ایسے افکار و خیالات سے دور رہنے کی تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں جو لوگوں کی عقلوں کو مسخ کردیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ان کا ایمان متزلزل ہوجاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے ہاں انسان پر روحوں، جنوں، ستاروں اور شب و روز کا اثر ہوتا ہے اور نحوست و خوش بختی ان ماورائی قوتوں کے قبضے میں ہے۔ یعنی اللہ کے حکم و اجازت کے بغیر بھی یہ چیزیں نفع و نقصان پہنچاسکتی ہیں۔ ایسے عقائد رکھنا درحقیقت دینی بصیرت کے فقدان اور اسلامی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہیں۔

موجود دور میں پائے جانے والے زمانہ جاہلیت کے عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ بیماریاں متعدی ہوتی ہیں۔ یعنی بیماریاں اپنے اندر یہ طاقت رکھتی ہیں کہ وہ ایک سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہوتی چلی جائیں۔ اگر کوئی ایک شخص کسی بیماری میں مبتلا ہوا تو پھر اس سے قریبی تعلق رکھنے والے افراد بھی اس بیماری کا شکار ہوجاتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ کسی شخص کو دوسرے کی بیماری اللہ کے امر کے بغیر نہیں پہنچ سکتی، ایسا اس وقت ہوتا ہے جب اللہ کا حکم ہو۔

بعض اہل عرب ہر چیز کے متعدی ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر کوئی بیمار کسی تندرست کے ساتھ بیٹھ جائے تو وہ بھی بیمار ہوجاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس رجحان کو رد فرمادیا اور ان کے دلوں سے اس فاسد خیال کو نکال دیا جو انہیں بیماروں کی تیمارداری اور مختلف بیماریوں اور مصیبت زدہ لوگوں کے علاج معالجے اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے روک دیتا تھا۔

دوسری طرف جذامی، برص و خارش زدہ، تپ دق اور اس طرح کی موذی بیماریوں کے شکار افراد کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اگر تم کسی علاقے میں طاعون کا سنو تو وہاں مت جاؤ لیکن اگر تم وہیں موجود ہو اور وہاں یہ آفت و بیماری آجائے تو (اس سے ڈر کر) وہاں سے مت بھاگو۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

فَرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الْاَسد.

''تم جذامی سے ایسا دور بھاگو جیسا شیر سے دور بھاگتے ہو''۔

(بیہقی، السنن، باب اعتبار السلامۃ، ۷، ۱۳۵، رقم: ۱۳۵۵۰)

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا یورد ممرض علی مصح.

’’کوئی (خطرناک) بیماری کا شکار شخص تندرست کے پاس نہ جائے‘‘۔

(بیہقی، السنن، باب لا یورد مرض علی۔۔۷، ۲۱۸، رقم: ۱۴۰۲۳)

اور طاعون کے بارے میں ارشاد فرمایا:

من سمع به بارض فلا یقدم علیه.

’’جس شخص کو اس (طاعون) کے کسی جگہ موجود ہونے کا علم ہو تو اسے چاہئے کہ وہاں نہ جائے‘‘۔

بیماری کے فی نفسہ متعدی نہ ہونے اور اس قسم کی احادیث جن میں بعض بیماروں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے، ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ بیماریاں بذاتِ خود یہ طاقت و صلاحیت نہیں رکھتیں کہ وہ ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتی چلی جائیں، وہ اللہ رب العزت ہی کی ذات ہے جس کے حکم سے کوئی بیماری دوسرے شخص کو منتقل ہوتی ہے۔ نیز یہ حکم بھی ہے کہ انسان کو آفت زدہ علاقے میں جاکر اپنے آپ کو ہلاکت و ابتلاء میں نہیں ڈالنا چاہئے۔ ایسی جگہ جہاں کوئی وباء پھیلی ہوئی ہو پہلے تو وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہوتی اور اگر خدانخواستہ اس وباء کا شکار ہوجائیں تو وہاں سے کسی اور جگہ جاکر اس بیماری میں دوسروں کو مبتلا نہیں کرنا چاہئے اور بیماری کو پھیلنے کا ذریعہ نہیں بننا چاہئے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مامن عبد یکون فی بلد یکون فیه ویمکث فیه لا یخرج من البلد صابرا محتسبا یعلم انه لا یصیبه الا ما کتب الله له الا کان له مثل اجر شهیدا. (بخاری، الصحیح، ۶/ ۲۴۴۱، الرقم: ۶۲۴۵)

جو شخص کسی ایسے علاقے میں ہو وہاں کوئی بیماری پھیل جائے تو وہ اس علاقے سے باہر نہ نکلے بلکہ وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے اور جان لے کہ اسے بیماری نہیں پہنچے گی سوائے اس کے جو اللہ نے اس کے لئے لکھ دی ہے، ایسے شخص کے لئے شہید کے برابر اجر ہے‘‘۔

ایمان کی قوت و ضعف کے اعتبار سے لوگوں کے الگ الگ درجات ہیں، بعض لوگ ایسے کمزور ہوتے ہیں جو حقیقت سے زیادہ وہم کا شکار ہوجاتے ہیں، اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی کے پاؤں کے نیچے اژدہا آجائے لیکن اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے اور اس اژدھے کے شر سے بچالے، البتہ اس کا خوف اس کے دل میں گھر کر جائے اور پھر دوبارہ کبھی اس کا پاؤں کسی نرم اور چکنی رسی پر پڑے اور یہ اسے اژدھا سمجھ بیٹھے اور بلاوجہ خوف و دہشت کی وجہ سے اس کی حرکت قلب بند ہوجائے۔

بدشگونی

بدشگونی اور پرندوں سے فال لینا یہ کمزور ایمان لوگوں کا قدیمی وطیرہ رہا ہے۔ پرندوں سے فال کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرتا تو وہ کسی پرندے کو اڑاتا اگر وہ دائیں جانب اڑتا تو وہ شخص اسے نیک فال سمجھتا اور اپنے لئے خوش آئند گردانتا لیکن اگر وہ پرندہ بائیں جانب اڑ جاتا تو اس سے بدشگونی لیتے تھے اور اسے بری فال سمجھتے تھے۔ اس بدشگونی میں لوگوں نے مزید اضافہ کیا اور خوف و ڈر میں مہینوں، دنوں، عورتوں، گھروں، جانوروں اور پرندوں اور ان کلمات سے بھی شگون لینے لگے جن کا سننا پسند نہیں کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مرتبہ پرندوں سے بدشگونی کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ان میں سب سے بہتر نیک شگون لینا ہے لیکن یہ کسی مسلمان کو (کسی کام سے) نہیں روکتی، لہذا جب تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ چیز دیکھے تو یہ کہہ دیا کرے کہ اے اللہ! اچھائی آپ ہی کے حکم سے پہنچتی ہے اور

برائیوں اور شر کو بھی آپ ہی دور فرماتے ہیں اور گناہوں سے رکنے کی قوت اور نیک کام کرنے کی طاقت آپ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قال عدوی ولا طیرة ویعجبنی الفأل قالوا وما الفأل قال کلمه طیبة.

(بخاری، ۵/ ۲۱۷۸، الرقم: ۵۴۴۰)

''کسی چیز میں فی نفسہ اور اپنے طور پر متعدی ہونا نہیں ہے اور نہ پرندے کے اڑنے میں کوئی شگون یا بدشگونی ہے اور مجھے نیک فال لینا اچھا معلوم ہوتا ہے، پوچھا گیا: نیک فال کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھی بات''۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وہ شخص ہرگز بلند درجات حاصل نہیں کرسکتا جو نجومی و کاہن بنے یا تیروں سے فال نکالے یا بدشگونی کی وجہ سے سفر سے واپس ہوجائے''۔

بدشگونی لینے میں انسان مصیبت کی توقع رکھتا ہے اور بدگمانی میں گرفتار ہوتا ہے اور نیک فال میں انسان اچھائی اور خیر کی امید رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ جب کسی کام کے لئے نکلتے اور کسی کی زبانی ''اے راہ رست پانے والے''، یا ''اے کامیاب شخص'' کا کلمہ سنتے تھے تو اس سے آپ ﷺ کو خوشی ہوتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ

جس شخص کو بدشگونی نے اپنے مقصد تک پہنچنے سے روک دیا اس نے شرک کیا، پوچھا گیا: اس کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ کہ انسان یہ کہے: یا اللہ خیر آپ ہی کی طرف سے پہنچتی ہے اور برائی بھی آپ ہی کے حکم سے پہنچتی ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کہانت (غیب کی باتیں بتلانا)، علم نجوم اور جادو منتر کے لئے کنکروں کے پھینکنے کے ذریعے وہ غیب پر مطلع ہوسکتے ہیں، ایسے لوگ جھوٹے افتراء پرداز اور ناحق بات کہتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے:

''جو شخص کسی کاہن یا پامسٹ کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے اس دین کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے اور اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی''۔

ھامة

ہامہ، اُلو یا رات میں نکلنے والا ایک پرندہ ہے، اہل عرب کی عادت یہ تھی کہ جب یہ لوگ اس کی آواز سنتے تھے تو اس سے بدشگونی لیا کرتے تھے اور اگر وہ پرندہ کسی کے گھر پر بیٹھ جاتا تو اس مکان کے رہنے والے خوفزدہ ہوجاتے اور یہ سمجھنے لگتے تھے کہ ان میں سے کوئی آدمی مرجائے گا یا گھر تباہ و برباد ہوجائے گا۔

اسی طرح غیر آباد مکانوں میں انڈے و بچے دینے والے پرندوں کو بھی منحوس سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ لوگوں سے دور رہتے ہیں اس لئے تاکہ ان کے انڈے و بچے انسانوں کی دسترس سے محفوظ رہیں۔ اسی طرح وہ کوّے کو جدائی یا بربادی کی علامت سمجھتے تھے۔ بعض جاہل ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ گھر سے نکلتے ہوئے کوّے کی کائیں کائیں سن لیں تو ان کا دل لرز جاتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ اس کا بولنا نوحہ خوانی کے مثل ہے اور اس کا رنگ غم و اندوہ کے سیاہ کپڑوں کی مثل ہے۔

لوگوں کی نظروں میں کوّے کی طرح بعض حیوان اور کیڑے مکوڑے بھی ہیں جن سے لوگ بدشگونی لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جن بھوت ہیں، ان کو ڈرانے دھمکانے کے لئے آئے ہیں، جب تک یہ گھر سے نکل نہ جائیں اس وقت تک گھر میں سکون نصیب نہیں ہوسکتا۔

وہ یہ نہیں سمجھتے کہ گرگٹ اور سانپوں وغیرہ کو مارنے کا حکم ہے خواہ گھروں میں ہوں یا باہر کسی اور جگہ

پر۔ بعض روایات میں ہے کہ جن بعض جانوروں اور سانپوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اس لئے سانپ کو مارنے سے قبل بلند آواز سے پوچھ لینا چاہئے جبکہ عملاً ایسا ممکن ہی نہیں۔ ثانیاً گھروں میں نکلنے والے سانپوں کو نہ مارنے کا حکم منسوخ ہے، نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ

ہر قسم کے سانپوں کو مارو، جو ان کے بدلہ لینے سے ڈرے (اور اس خوف سے انہیں نہ مارے) وہ مجھ سے نہیں، حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ہم زمزم کے کنوئیں کو صاف کرنا چاہتے ہیں لیکن اس میں تو چھوٹے چھوٹے سانپ موجود ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے ان سب کو مارنے کا حکم دیا۔

ماہِ صفر

ہمارے ہاں ماہِ صفر کو منحوس بیماریوں و آفتوں کا مہینہ سمجھے جانے کا خیال باطل بھی موجود ہے۔ ''صفر'' پیٹ کی ایک بیماری کا بھی نام ہے جو بھوک کی شدت اور غذا کی خرابی سے لاحق ہوتی ہے جسے یہ لوگ پیٹ کا سانپ بھی کہتے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ پیٹ میں پیدا ہونے والا کوئی کیڑا ہو یا کانی آنت یا آنتوں کا بخار ہو، زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ متعدی بیماری ہے، نبی کریم ﷺ نے ان کے اس فاسد عقیدے کو لغو قرار دیا اور فرمایا صفر کوئی چیز نہیں ہے۔ اس طرح اس حدیث کی یہ تشریح بھی کی گئی ہے کہ صفر کا وہ مہینہ منحوس مہینہ ہے جس میں ان کے یہاں جنگیں چھڑ جایا کرتی تھیں اور خون خرابہ ہوتا تھا اس لئے کہ یہ مہینہ ان تین مہینوں کے بعد آتا ہے جن میں وہ جنگ کرنے کو حرام سمجھتے تھے۔

جن لوگوں کو دین اسلام کی پاکیزگی و عظمت کا علم نہیں ہے وہ ماہ صفر کی نحوست کے بارے میں جھوٹی احادیث نقل کرتے ہیں کہ اس مہینے میں دیگر مہینوں کے مقابلے میں پانچ گنا زیادہ مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں۔ شیطان لوگوں کے لئے اس طرح فاسد عقیدے مزین کر دیتا ہے اور یہ سمجھاتا ہے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں سرکار دو عالم ﷺ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے تھے۔ اسی طرح ماہ صفر کے آخری بدھ کو لوگ سیر کے لئے بھی جاتے ہیں تاکہ موہوم شر سے بچ جائیں۔

بعض لوگوں کے ہاں ماہ صفر میں سفر اور شادی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا اسی طرح تو ہر ہفتے کے بدھ سے بدشگونی لیتے ہیں اور مہینے کے آخری بدھ سے زیادہ بدشگونی لیتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی طرف اس گھڑی ہوئی حدیث کی جھوٹی نسبت کرتے ہیں کہ ہر ماہ کا آخری بدھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منحوس ہے حالانکہ یہ موضوع حدیث ہے۔

لوگ نجومیوں اور ماہرین فلکیات سے مبارک دنوں، گھڑیوں اور اوقات کے بارے میں پوچھتے ہیں اور بعض لوگ چاند کی اٹھائیس منزلوں میں سے بعض منزلوں سے ڈرتے ہیں اور اگر مہینے کے دنوں کو انگلیوں سے شمار کیا جائے تو ہر وہ دن جو درمیانی انگلی پر آئے اسے منحوس قرار دیتے ہیں اور وہ دن تین، آٹھ، تیرہ، اٹھارہ، تئیس اور اٹھائیس ہے۔

یاد رکھئے خیر ہو یا شر سب اللہ کے حکم کے تابع ہے اور اس کی مشیت پر موقوف ہے، اللہ جسے گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ یہ کہنا حرام ہے کہ ہم پر حوت یا کسی اور ستارے کی وجہ سے بارش برستی ہے بلکہ بارش محض اللہ کے فضل و کرم اور رحمت سے برستی ہے اور بارش کے برسنے کے اگرچہ اوقات مقرر و معروف ہیں، اس سے قبل ہوائیں چلتی ہیں لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سبب پایا جاتا ہے لیکن مسبب نہیں پایا جاتا۔

بقیہ صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

حدیث قدسی میں آتا ہے۔

یقول اللہ عزو جل اصبح من عبادی مومن بی و کافر فاما من قال مطرنا بفضل اللہ فذٰلك مومن بی و کافر بالکوکب، و اما من قال: مطرنا بنوء فذالك فھو کافر بی مومن بالکوکب.

(مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، ۱: ۸۳، رقم: ۷۱)

''اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: میرے بندوں میں سے بعض مجھ پر ایمان لانے والے اور بعض میرے منکر ہوگئے۔ لہٰذا جس شخص نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل سے بارش برسی ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر فلاں کی وجہ سے بارش برسی وہ میرا منکر ہوگیا اور ستاروں پر ایمان لے آیا''۔

حقیقی مسلمان ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے عقائد و نظریات میں سے ان جاہلانہ رسوم و رواج، اوہام اور خیالات کو خارج کردیں۔ یہ فاسد اوہام ہمارے عقیدہ پر اثر انداز ہوکر ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی حقیقی تعلیمات سے دوری کا باعث بنتے ہیں۔ ہماری نظر ہمیشہ اللہ رب العزت کے اس فرمان پر رہنی چاہئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. (یونس: ۱۰۷)

''اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو کوئی اس کے فضل کو رد کرنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے، اور وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے''۔

(جاری ہے)

الفقہ

آپ کے دینی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

سوال: کیا بالوں کو خضاب لگانا جائز ہے؟

جواب: خضاب کیا ہے؟ اس کی اہل لغت نے درج ذیل تعریفات کی ہیں:

۱. **الوسمة بالفتح: (ورق النيل أو نبات آخر (يخضب بورقه) وقال الليث شجرة ورقها خضاب.**

''وسمہ: نیل یا ایک اور بوٹی کا پتہ ہے جس سے خضاب کیا جاتا ہے۔ لیث نے کہا ہے وسمہ ایک درخت ہے جس کا پتہ خضاب ہے''۔

(الزبیدی، تاج العروس، ۳۴: ۴۶)

۲۔ **في حديث الحسن و الحسين عليهما السلام أنهما كانا يخضبان بالوسمة قيل هى نبت و قيل شجر باليمن يخضب بورقه الشعر أسود.**

''حدیث پاک میں ہے امام حسن و حسین علیہما السلام وسمہ سے خضاب کرتے تھے۔ کہا گیا ہے کہ وسمہ ایک بوٹی ہے اور کہا گیا ہے یمن میں ایک درخت ہے جس کے پتوں سے سیاہ خضاب کیا جاتا ہے''۔

(ابن لأثیر، النہایۃ، ۴: ۸۴۴)، (ابن منظور، لسان العرب، ۱۲: ۶۳۷)

۳۔ علامہ عینی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کتم، پہاڑی درخت ہے اس کے پتے خشک کر کے مہندی میں ملائے جاتے ہیں اور اس سے بالوں کو رنگا جاتا ہے، جس سے بال چمکتے ہیں اور مضبوط ہوتے ہیں۔

(العینی، عمدۃ القاری، ۱۷: ۵۷)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

۱. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ.

''بیشک یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کیا کرو''۔

(بخاري، الصحيح، باب الخضاب، ۵: ۲۲۱۰، رقم: ۵۵۵۹)

۲. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ.

''بڑھاپے کو بدلو اور یہودیوں سے مشابہت نہ رکھو''۔

(ترمذي، السنن، ۴: ۲۳۲، رقم: ۱۷۵۲)

۳۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ هَذَا الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ.

''بیشک خوبصورت ترین و بہترین چیز جس سے سفید بال بدلے جائیں، مہندی اور خضاب ہے''۔

(أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۴۷، رقم: ۲۱۳۴۵)

کتم یا کتّم (تاء کے سکون یا تشدید کے ساتھ)

''وھو نیت یخلط مع الوسمه ویصبغ به الشعر اسود ''، کتم ایک بوٹی ہے جسے وسمہ (خضاب) کے ساتھ ملایا جاتا ہے اور بالوں کو سیاہ رنگ دیا جاتا ہے۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ قَدْ خَضَّبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ مَا أَحْسَنَ هَذَا قَالَ فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَّبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ فَقَالَ هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا قَالَ فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَّبَ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا كُلِّهِ.

''نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک شخص گزرا جس نے مہندی سے خضاب کیا ہوا تھا۔ فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے۔ پھر دوسرا شخص گزرا جس نے مہندی اور خضاب (وسمہ) ملا کر بالوں کو رنگ کیا ہوا تھا۔ فرمایا: اُس سے یہ بہتر ہے۔ پھر تیسرا شخص گزرا جس نے زرد رنگ کیا ہوا تھا۔ فرمایا: یہ اُن سب سے خوبصورت ہے''۔

(أبو داؤد، السنن، ۴: ۸۶، رقم: ۴۲۱۱)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ

أَنَّهُ لَمْ يَخْضِبْ وَلَكِنْ قَدْ خَضَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

''آپ ﷺ خضاب نہیں لگاتے تھے لیکن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خضاب لگایا''۔ (أبو داؤد، السنن، ۴: ۸۶، رقم: ۴۲۰۹)

۶۔ محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ

أَخَضَبَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ إِلَّا قَلِيلًا.

''کیا نبی کریم ﷺ خضاب لگایا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ ﷺ بہت کم بڑھاپے کے نزدیک گئے تھے''۔ (بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۰، رقم: ۵۵۵۵)

۷۔ ثابت کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ

إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتِهِ فِي لِحْيَتِهِ.

''آپ خضاب کی عمر کو پہنچے ہی نہیں تھے اگر میں چاہتا تو آپ کی داڑھی مبارک کے سفید بالوں کو گن سکتا تھا''۔ (بخاري، الصحیح، ۵: ۲۲۱۰، رقم: ۵۵۵۶)

۸۔ حضرت سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ

كَانَ سَعْدٌ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ.

''حضرت سعد رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب لگاتے تھے''۔

(حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۳: ۵۶۷، رقم: ۶۰۹۹)

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''رأيت رسول الله ﷺ وله شعر مخضوب بالحناء و الكتم''۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ کے بال مبارک مہندی اور وسمہ سے رنگے ہوئے تھے۔

۱۰۔ امام احمد نے سند حسن کے ساتھ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی کہ رسول ﷺ کا سفید ریش انصار پر گزر ہوا فرمایا:

''یا معشر الانصار حمروا و صفروا وخالفوا أهل الكتاب''۔

اے گروہ انصار! سرخ و زرد رنگ سے بال رنگا کرو! اور اہل کتاب کی مخالفت کرو!''۔

سیاہ خضاب کا حکم؟

جمہور علماء کی رائے یہ ہے خضاب سرخ یا زرد رنگ کا ہو، سیاہ نہ ہو۔ سیاہ خضاب کرنے پر وعید آئی ہے۔ مثلاً

۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے:

''یکون فی آخر الزمان قوم یخضبون بالسواد لایجدون ریح الجنة''۔

''آخری زمانہ میں ایسی قوم ہوگی جو سیاہ خضاب کرے گی وہ لوگ جنت کی خوشبو کو نہ پائیں گے''۔

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا:

''من خضب بالسواد لم ينظر الله اليه''.

''سیاہ خضاب کرنے والے پر اللہ (قیامت کے دن) نظر کرم نہیں فرمائے گا''۔

۳۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

''من خضب بالسواد سوّد الله وجهه يوم القيامة''۔

''جس نے سیاہ خضاب کیا بروز قیامت اللہ اس کا چہرہ سیاہ فرمائے گا''۔

حضرت انسؓ سے مرفوع روایت ہے کہ ''رنگ بدلو مگر سیاہ رنگ سے نہیں''۔

ایک طرف درج بالا روایات ہیں جن میں صریحاً سیاہ خضاب کی ممانعت مذکور ہیں جبکہ دوسری طرف ایسی روایات بھی موجود ہیں جن میں سیاہ خضاب کے جواز کا ذکر ہے:

۱۔ ابن ابی العاصم سے متعدد اسناد سے روایت کی گئی ہے کہ ''حسن وحسین رضی اللہ عنہما سیاہ خضاب کیا کرتے تھے''۔

۲۔ ابن شہاب زہری نے فرمایا ہمارے نزدیک پسندیدہ خضاب سیاہ ہے۔

۳۔ عنبہ بن سعید نے کہا کہ

''انما شعرك بمنزلة ثوبك فاصبغه بأى لون شئت وأحبه الينا أحلكه''۔

تیرے بال تیرے کپڑے کی طرح ہیں جس رنگ میں چاہو رنگ لو اور مجھے تو سیاہ رنگ پسند ہے۔

۴۔ ''عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أنه كان يأمر بالخضاب بالسواد ويقول هو تسكين للزوجة وأهيب للعدو''.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ بیوی کے لئے باعث سکون ہے۔ دشمن کو ڈرانے والا ہے۔

۵۔ ابن ابی ملیکہ سے منقول ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خضاب کرتے تھے۔

۶۔ تابعین میں سے حضرت علی بن عبداللہ بن عباسؒ، عروہ بن زبیرؒ، ابن سیرینؒ اور ابو بردہؒ بھی سیاہ خضاب کرتے تھے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ان روایات کی تطبیق کی ہے، اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

امام نسائی نے اپنی السنن، احمد بن حنبل نے المسند اور طبرانی نے الاوسط اور الکبیر میں عتبہ بن عبد سے روایت کی ہے:

''كان رسول الله ﷺ يأمر بتغيير الشعر مخالفة للاعاجم''.

رسول اللہ ﷺ عجمیوں کی مخالفت کرتے ہوئے بالوں کا رنگ بدلنے کا حکم دیتے تھے۔ ''وقد تمسك به من أجاز الخضاب بالسواد'' سیاہ خضاب کو جائز کہنے والے علماء نے اسی سے دلیل پکڑی ہے۔ سلف میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص، عقبہ بن عامر، امام حسن، امام حسین، جریر اور دیگر حضرات رضی اللہ عنہم نے اسے جائز کہا ہے۔ ابن ابی عاصم نے اپنی ''کتاب الخضاب'' میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

ابن عباس کی مرفوع حدیث ''يكون القوم يخضبون بالسواد لايجدون ريح الجنة'' (ایک قوم سیاہ خضاب کرنے والی ہوگی وہ لوگ جنت کی ہوا بھی نہیں پائیں گے) کا یہ جواب دیا ہے کہ اس روایت میں سیاہ خضاب کے مکروہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس میں ایک قوم کی خبر دی گئی ہے جس میں یہ صفت (علامت) ہوگی۔

حدیث جابر کہ ''سیاہ خضاب سے بچو'' یہ اس

آدمی کے بارے میں ہے جس کے تمام بال سفید ہو جائیں ہر ایک کے بارے میں نہیں اور یہ توجیہات دونوں حدیثوں کے سیاق وسباق کے خلاف ہیں۔

اس کی تائید میں وہ روایت بھی ہے جو ابن ابی عاصم نے ابن شہاب سے خود روایت کی ہے کہ

''**کنا نخضب بالسواد اذا کان الوجه جديدا فلمانقض الوجه والدسنان ترکناه**''.

''ہم سیاہ خضاب اس وقت کرتے تھے جب چہرہ نیا(تروتازہ ، جوان ،صحت مند) ہوتا تھا۔جب چہرہ ڈھل گیا اور دانت گر گئے ، ہم نے خضاب کرنا چھوڑ دیا (کہ تکلف وتصنع سے کیا فائدہ ؟)''۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ''**اختضب أبوبكر بالحناء والكتم واختضب عمر بالحناء**'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مہندی اور خضاب ملاکر بال رنگے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف مہندی سے خضاب کیا **هٰذا يشعر بان ابا بكر كان يجمع بينهما دائما**'' اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ ہمیشہ دونوں جمع کرتے تھے۔کتم یمن میں ایک بُوٹی ہے جو وسمہ کو سرخ مائل سیاہی کرتی ہے۔

(عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ۱۰:۳۵۴)

چند وضاحتیں

امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا:

''**الكتم الصرن يوجب سوادامائلا الى الحمرة و الحناء توجب الحمرة فاستعما لهما توجب مابين السواد و الحمرة**''.

خالص خضاب ، وسمہ سیاہی مائل بہ سرخی ثابت کرتا ہے اور مہندی سرخ کرتی ہے ، اب دونوں کو ملا کر بالوں کو رنگ کیا جائے تو، سیاہ وسرخ رنگ بن جاتا ہے ۔ اور یہی حدیث صحیح کا منشاء ہے ۔ اور اس سے بالوں میں خوبصورت چمک پیدا ہوتی ہے ۔

(ملا علی قاری ۔مرقات ،ج ۸ ۔۳۰۵)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''**يكون قوم فی آخر الزمان يخضبون بهذا السواد كحواصل الحمام لا يجدون رائحة الجنة**''.

آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو یہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کے سینے(چھاتیاں)، وہ جنت کی ہوا بھی نہ پائیں گے،(جو پانچ سو سال کہ مسافت سے محسوس ہوگی) ۔ (ابوداؤد ۔نسائی)

بالوں کو خضاب (وسمہ) کرنا آپ ﷺ کے دور میں عام تھا اسی لئے آپ نے **بهذا السواد** سے اشارہ فرمایا کہ یہ سیاہ خضاب کبوتر کی چھاتی جیسا رنگ ۔ یہ خالص سیاہ نہیں بلکہ اکثر سرمئی راکھ کی طرح ہوتا ہے اوراس سے بالوں میں چمک یا حسن نہیں بدنمائی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی لئے اسے بہتر نہیں سمجھا گیا ۔۔۔**وليس لجميع حوا صل الحمام سواد بل لبعضها**'' پھر تمام کبوتر کے سینے سیاہ رنگ کے نہیں ہوتے بلکہ بعض ہوتے ہیں ۔(مرقات ۔ایضاً)

امام طبری کی خوبصورت تطبیق درج ذیل ہے:

امام طبری نے خضاب کی موافق و مخالفت روایات میں خوبصورت تطبیق دی ہے کہ مسئلہ آسان ہے ، جس کے سفید بال سر یا داڑھی میں بکھرے ہوئے ہیں اسکے لئے خضاب مستحب ہے (تاکہ ایک ہی رنگ ہو جائے) اور جس کے بکھرے ہوئے نہیں (تمام سفید ہیں)اس کے حق میں خضاب بہتر نہیں ۔ مگر مطلقاً خضاب کرنا افضل ہے۔ کہ اس میں اہل کتاب کی مخالفت کرنے کے حکم کی تعمیل ہے۔ اور اس میں بالوں کو گردوغبار سے بچانا ہے ۔

(ملاعلی قاری المرقات،۸ ۔۳۰۷)

فقہائے کرام

اتفق المشائخ رحمهم الله تعالیٰ فی حق الرجال بالحمرة سنّة وانه من سیماء المسلمین وعلاماتهم. واما اللخضاب بالسواد، فمن فعل ذلك من الغزاة لیکون اهیب فی عین العدو فهو منه اتفق علیه المشائخ رحمهم الله تعالیٰ ومن فعل ذلك زیّن نفسه للنسآء ولیحبّب نفسه الیهن فذلك مکروه و علیه عامة المشائخ، و بعضهم جوّز ذلك من غیر کراهة وروی عن ابی یوسف رحمة الله تعالیٰ انّه قال کما یعجبنی ان تتزین لی یعجبها ان اتزین لها. وعن الامام ان الخضاب حسن لکن بالحناء و الکتم الوسمة، واراد به اللحیة و شعر الرأس و الخضاب فی غیر حال الحرب لا باس به فی الاصح“.

”مشائخ رحمہم اس پر متفق ہے کہ مردوں کو سرخ خضاب سنت ہے اور یہ مسلمانوں کی نشانی اور علامت ہے۔ رہ گیا سیاہ خضاب تو جس مجاہد نے اس لئے کہ دشمن کی نظروں میں زیادہ رعب نظر آئے تو یہ بھی قابل ستائش ہے، اس پر مشائخ رحمھم اللہ کا اتفاق ہے۔ اور جس نے اس لئے سیاہ خضاب کیا کہ عورتوں کے لئے اپنی شخصیت کو خوبصورت کرے اور اپنے آپ کو ان کا محبوب کرے تو یہ مکروہ ہے ۔ اور اکثر مشائخ اسی مسلک پر ہیں اور کچھ مشائخ نے اس سے بلا کراہت جائز کہا ہے۔ چنانچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جیسے مجھے یہ پسند ہے کہ بیوی میرے لئے خوبصورت بن کے رہے اسے بھی یہ بات پسند ہے کہ میں بھی اس کے لئے خوبصورت بنوں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ خضاب اچھا ہے مگر مہندی، خضاب اور وسمہ سے، اور رنگنے سے مراد سر اور داڑھی کے بال رنگنا ہے“ و الخضاب فی غیر حال الحرب لا باس به فی الاصح“۔

(فتاوی عالمگیری، ج ۵، ص۳۵۹)

(رد المختار شرح الدر المختار، ج۶، ص۴۲۲)

علامہ زین الدین ابن نجیم الحنفی کی کتاب البحر الرائق کے تکملہ میں استاذ محمد الشہر مالطّوربی لکھتے ہیں۔

”لا باس بخضاب الراس و اللحیة بالحناء و الوسمة للرجال و النساء لان ذلك سبب لزیادة الرغبة والمحبة بین الزوجین“۔

سر اور داڑھی کے بالوں کو مہندی اور خضاب سے رنگنے میں مردوں اور عورتوں کے لئے کوئی حرج نہیں، کہ یہ میاں بیوی میں زیادہ رغبت ومحبت کا سبب ہے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج۸ص۱۸۳)

ان روایات اور آئمہ کرام کی تصریحات سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ بالوں کی سفیدی بدلو! یہ امر بالاتفاق وجوب کے لئے نہیں، لہذا سفید بالوں سے کوئی گنہگار نہیں ہوتا۔

۲۔ بظاہر کلام نبوت میں تضاد نظر آتا ہے جو ناممکن ہے ۔ سفیدی بدلو تاکہ بڑھاپا کم ہو اور ساتھ ہی فرمایا: واجتنبوا السواد ”سیاہ رنگ سے بچو“ حالانکہ سفیدی کو بدلنے کا مقصد تو پورا ہی تب ہوگا جب بال سیاہ کئے جائیں۔ باقی رنگوں سے تو بڑھاپا نمایاں نظر آئے گا کیا کلام نبوت میں ایسا تضاد ہوسکتا ہے؟ قطعاً نہیں۔

میرے نزدیک ”السواد“ کا الف لام ”عہد خارجی“ ہے جس سے مراد ہے خاص قسم کے سیاہ رنگ سے بچو۔ یہ خاص رنگ وہی ہے جسے کبوتر کے سینے کے رنگ سے تشبیہ دی گئی اور کبوتر کا سینہ بالکل سیاہ نہیں ہوتا بلکہ سرمئی رنگ کا ہوتا ہے جیسے راکھ۔ اور یہ بالوں کو خوبصورت نہیں بدنما کرتا ہے اسی کی ممانعت ہے۔ اور وسمہ یا خضاب سیاہ رنگ ہوتا ہے مگر اس میں چمک اور خشکی سی محسوس ہوتی ہے اور اس میں مہندی (حناء) ملانے سے بال سیاہ مائل بہ سرخی اور چمک دار ہوجاتے ہیں جیسا کہ دیکھا جا سکتا ہے اور اسی کا حکم ہے تاکہ اللہ والوں کے چہرے خوبصورت ہوں۔

حقیقت روح اور اس کے متعلقات

محمد شہزاد مجددی

انسان کیا ہے۔۔۔؟ بظاہر جسم و روح کا سادہ مگر پروقار مجموعہ اور بباطن اپنے خالق و باری کی ذات و صفات کے ظہور کا چمکدار آئینہ جسے جسم و روح کے ساتھ ساتھ اپنے لئے پیدا کی گئی ہر چیز کی حقیقت کا ادراک حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو پابند ہے کہ اپنے رب تعالیٰ کے فراہم کردہ نور کی رہنمائی میں اس کی تلاش میں نکلے اور اس کی ذات وصفات کا عرفان حاصل کرکے اس کی بارگاہ میں سرخرو ہو۔ کمال یہ ہے کہ منزل معرفت کے تمام راستے انسان کے اپنے وجود میں سے ہوکر نکلتے ہیں، اس لئے فرمایا گیا ہے:

من عرف نفسه فقد عرف ربه.

''جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو جان لیا''۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۱۰، ص۲۰۸)

دوسرے لفظوں میں انسان کی تفہیم وتعلیم کے لئے اسے اپنی ہی ذات کی گتھیاں سلجھانے اور اپنے ہی وجود کے عقدے کھولنے پر مامور کردیا گیا ہے۔

سبحان اللہ! کیسا دلچسپ، صبر آزما اور جگر سوز امتحان ہے جس کے آغاز و انجام کا درمیانی دور دلوں کو پاش پاش اور پتوں کو پانی کردیتا ہے۔

خالق ارض وسماء نے اس کائنات کو دوحصوں میں تقسیم فرماکر ایک حصے کو''عالم خلق'' اور دوسرے کو''عالم امر'' سے موسوم کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ. (الاعراف:۵۴)

''خبردار! (ہر چیز کی) تخلیق اور حکم وتدبیر کا نظام چلانا اسی کا کام ہے''۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''صوفیہ کرام نے فرمایا ہے، عالم خلق میں عرش کا وجود اور جو کچھ عرش سے نیچے زمین وآسمان میں اور ان کے درمیان موجود ہے سب کچھ شامل ہے۔ اس طرح عناصر اربعہ یعنی آگ، ہوا، مٹی، پانی اور ان سے پیدا ہونے والی سب چیزیں اسی میں شامل ہیں، وہ نفوس حیوانی ہوں، نفوس نباتاتی ہوں، یا معدنی، یہی اجسام لطیفہ ہیں جو ان اجسام کثیفہ میں گردش کررہے ہیں ان سب کا تعلق عالم خلق سے ہے اور عالم امر سے مراد مجردات ہیں یعنی (لطائف خمسہ)، قلب، روح، سر، خفی، اخفی، یہ فوق العرش ہیں اور یہ نفس انسانیہ، ملکیہ اور شیطانیہ میں یوں رچے ہوئے ہیں جیسے سورج کی شعاعیں آئینہ میں ہوتی ہیں۔ لطائف کو عالم امر اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کسی مادہ سے نہیں بلکہ ''امر کن'' سے پیدا کیا ہے اور امام بغویؒ کہتے ہیں حضرت سفیان بن عینیہ قدس سرہ نے فرمایا کہ عالم امر اور عالم خلق دومختلف چیزیں ہیں، جس نے ان

دونوں کو ایک جانا اس نے کفر کیا‘‘۔

عالم امر کی مزید وضاحت

عالم امر سے مراد وہ امور ہیں جو رب العالمین کی ذات پاک کی طرف سے تدبیر فرمائے جاتے ہیں اور اس کی کرسی قدرت سے صادر ہوتے اور اس کی تمام سلطنت میں چلائے جاتے ہیں۔

عالم امر بہت زیادہ وسعت پذیر ہے اس کی حدود عرش معلیٰ کے نیچے کرسی قدرت سے شروع ہوتی ہیں اور تمام کائنات کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔ اس عالم امر میں سے ایک امر ’’روح‘‘ ہے۔

جب یہودیوں کی تعلیم سے کفارقریش نے نضر بن حارث کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ آپ سے روح کے متعلق سوال کرے تو اللہ تعالیٰ نے حبیب پاک ﷺ کو اس کے ثابت کرنے کے لئے ارشاد فرمایا:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ. (الاسراء:۸۵)

’’اور یہ (کفار) آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، فرما دیجیے: روح میرے رب کے امر سے ہے‘‘۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ روح سرچشمہ حیات ہے۔ جسم اس سے زندہ ہوتا ہے۔ دوسری جماعت والے کہتے ہیں کہ روح ایک جوہر ہے جس کے بغیر زندگی کا وجود روا نہیں ہوتا جیسے جسم بلا روح معتدل نہیں ہوتا۔

روح کا جسم سے دور جاکر بھی اس سے وابستہ اور متعلق رہنا اس کے کامل لطافت اور وسعت ادراک کو ظاہر کرتا ہے جیسا کہ احادیث و روایات میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔

روح کے درجات

حضرت ابوبکر واسطیؒ فرماتے ہیں:

’’روح کے دس درجات ہیں:

۱۔ ارواحِ گناہگاراں جو یقینی طور پر ظلمت کدہ عذاب میں مقید ہیں، وہ نہیں جانتیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوگا۔

۲۔ ارواحِ پارسا و زہاد جو آسمانوں میں اپنے اپنے عمل کے بدلے میں خوش و خرم رہ رہے ہیں اور بطاعت الٰہی مسرور ہیں۔

۳۔ ارواحِ مریدان کہ آسمان چہارم میں لذت صدق اعمال کے ساتھ سایہ اعمال میں ملائکہ کے ساتھ ہیں۔

۴۔ ارواحِ اہل زمین جو قنادیل عرش میں رہتی ہیں ان کی غذا رحمت اور ان کا مشروب لطف و قربت ہے۔

۵۔ ارواحِ اہل وفا جو حجاب صفا و مقام اصطفا میں باعیش و طرب ہیں۔

۶۔ ارواحِ شہداء، جو مرغان بہشت کے اجسام میں ریاض خلد میں ہیں، وہ جہاں چاہیں سیر کریں۔ ان کے لئے وقت کی قید نہیں۔

۷۔ ارواحِ مشتاقان کہ وہ پردہ ہائے انوار صفات میں بساط ادب پر مقیم ہیں۔

۸۔ ارواحِ عارفان کہ وہ کوشک قدس میں رات دن کلام الٰہی سننے میں مست ہیں اور اپنے اماکن و مقام، بہشت اور دنیا دونوں دیکھتے ہیں۔

۹۔ ارواحِ دوستان خاص ہیں کہ وہ مشاہدہ جمال و مقام کشف میں مستغرق ہیں اور سوائے جمال جمیل کے کسی کو نہیں جانتے۔ یہ محبوب کے جلوے کے سوا کسی سے نیاز مندی نہیں رکھتے۔

۱۰۔ ارواحِ درویشان کہ وہ مقام فنا میں مقرب ہیں ان کے اوصاف متبدل اور احوال متغیر ہوتے ہیں۔

(کشف المحجوب)

ان الله خلق الارواح قبل الاجساد بالفی عام.

(صفة الصفوة، باب ذكر المصطفين من عباد، ٤:٣١)

’’بے شک اللہ تعالیٰ نے روحوں کو اجسام سے

دو ہزار سال قبل پیدا کیا''۔

روح کی وسعت و تصرفات

عام اجسام اگرچہ زمین کی خوراک بن جاتے ہیں لیکن ارواح باقی رہتی ہیں۔ دیکھتی ہیں، پہچانتی ہیں۔ خوش و غمگین ہوتی ہیں۔ اور عام حالات میں بھی تمام انسانی جذبات و احساسات کے پیچھے روح کی ہی قوت کارفرما ہوتی ہے۔ یعنی زندہ انسان کی حیات سے متعلق تمام لذتیں اور راحتیں بھی روح کی مرہون منت ہیں۔ علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقام برزخ کا نمونہ ہمیں دنیا کے اندر ہی دکھا دیا ہے۔ بعض اوقات جب سونے والا خواب میں کوئی ڈراؤنی بات دیکھتا ہے تو اس سے اس کی روح پریشان ہوجاتی ہے اور اس کا اثر جسم پر بھی پڑتا ہے۔ حالانکہ خواب سے جسم کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سونے والا دیکھتا ہے کہ اسے کسی نے پیٹا ہے، جس کے درد سے وہ چیختا ہے اور جاگ اٹھتا ہے اور پیٹنے کا نشان اور بدن میں اس کی تکلیف موجود ہوتی ہے اور کسی وقت دیکھتا ہے کہ خواب میں اس نے کچھ کھا پی لیا ہے اور بیدار ہونے کے بعد اس کا مزہ منہ کے اندر پاتا ہے۔

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ تم سونے والے کو دیکھتے ہو کہ وہ نیند کی حالت میں ہی کھڑا ہوجاتا ہے، مارتا ہے، پکڑتا اور دھکیلتا ہے، گویا وہ جاگ رہا ہے۔ حالانکہ اسے کسی بات کا بھی شعور نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حکم روح پر صادر ہوتا ہے تو وہ خارجی طور پر بدن سے مدد چاہتی ہے۔ تو جس وقت روح کو راحت یا تکلیف پہنچتی ہے اس کا اثر بطریق تبعیت بدن بھی محسوس کرتا ہے، یہی حال برزخ کا ہے۔

(کتاب الروح، ابن قیم، ص۱۲۵)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لولا ان لا تدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر.

(مسلم، الصحیح، کتاب الجنۃ وصفتہ، ۴: ۲۲۰۰، رقم: ۲۸۶۸)

''اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر سنائے جیسا کہ میں سنتا ہوں۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص بندوں کو احوال قبور و برزخ کا مشاہدہ بھی کرواتا ہے اور روح کی وسعت و تصرفات کا تماشہ بھی دکھاتا ہے۔ علامہ ابن قیم نے کتاب الروح میں ایسے بے شمار واقعات مستند حوالوں سے نقل کئے ہیں:

''سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: وہ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ مکہ اور مدینہ کے مابین سفر کررہا تھا۔ میں اپنی سانڈنی پر سوار تھا۔ پانی کی مشک میرے ساتھ تھی۔ ایک قبرستان میں سے میرا گزر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنی قبر سے نکلا۔ اس کے تمام بدن پر آگ روشن تھی ایک زنجیر اس کی گردن میں پڑی ہوئی تھی۔ مجھے کہنے لگا۔ اے عبداللہ مجھ پر پانی چھڑک دے۔ تو میں بڑا حیران ہوا کہ اس نے مجھے میرے نام کے ساتھ کیونکر پہچانا۔ اسی لمحے ایک دوسرا آدمی نکلا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ اے عبداللہ! ہرگز نہ چھڑکنا۔ پھر وہ آدمی زنجیر سمیت قبر میں چلا گیا۔ یہ سب دیکھ کر عبداللہ پر غشی طاری ہوگئی۔ اونٹنی مضطرب ہوکر انہیں ادھر ادھر لئے پھری۔ اس واقعہ کی ہولناکی سے ان کے بال سفید ہوگئے۔ انہوں نے یہ واقعہ حضرت عثمان غنیؓ سے بیان کیا''۔ (ایضاً)

کیفیت قبض روح کے بارے میں لکھتے ہیں:

''جس وقت روح نکلتی ہے اس وقت اتنی روشنی ہوتی ہے جیسے سورج چمکتا ہے اور مشک سے بڑھ کر خوشبو ہوتی ہے۔ لیکن حاضرین نہ اس روشنی کو دیکھ سکتے ہیں نہ اس خوشبو کو سونگھ سکتے ہیں۔ پھر یہ روح فرشتوں کے ساتھ جاتی ہے۔ حاضرین اسے بھی نہیں دیکھتے پھر یہ روح لوٹ

کر مردے کے کفن اور بدن کے غسل کو دیکھتی ہے اور لوگوں کے جنازہ لے جانے کا نظارہ کرتی ہے اور کہتی ہے مجھے جلدی لے چلو"۔ (ایضاً)

روح، مادۂ سماوی

علامہ ابن قیم اولاد آدم کے اجسام میں روح پھونکنے کے متعلق فرماتے ہیں:

فرشتہ حکم ربی سے اپنی روح کی استعداد کے مطابق بچہ میں روح پھونکتا ہے، فرشتے کے اس پھونکنے سے بچہ میں روح پیدا ہوجاتی ہے۔ پس فرشتہ کی یہ پھونک بچہ میں روح پیدا ہونے کا سبب بنتی ہے۔ جیسا کہ جماع اور انزال بچہ کے جسم کا سبب بنتا ہے اور غذا اس جسم کی نشوونما کا سبب ہوتی ہے۔ مادہ روح فرشتے کی پھونک ہے اور مادہ جسم رحم میں قطرہ منی ہے۔ پہلا مادہ سماوی اور دوسرا ارضی ہے۔

بعض ایسے ہیں جن پر سماوی مادہ غالب آجاتا ہے۔ ان کی روحیں اعلیٰ مقام کو پہنچ جاتی ہیں اور وہ فرشتوں کے مشابہ ہوجاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جن میں مادہ ارضیہ یعنی مٹی کے اجزاء غالب ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی روح کم درجہ اور ذلیل ہوجاتی ہے۔ پس فرشتہ کو روح انسانی کا باپ اور مٹی کو جسم انسانی کی ماں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

الارواح جندة مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناكر منها اختلف.

(مسلم، الصحیح، باب الارواح جندة مجندة، ۴، ۲۰۳۱، رقم: ۲۶۳۸)

"روحیں آراستہ و پیراستہ لشکر ہیں، جن میں وہاں تعارف ہوگیا ان میں محبت ہوگئی اور جن میں وہاں اختلاف ہوگیا ان میں یہاں نفرت ہوگئی"۔

اقسامِ روح

صوفیہ کرام کی تحقیق کے مطابق روح کی دو بنیادی قسمیں ہیں:

۱۔ روح حیوانی ۲۔ روح انسانی

روح حیوانی ایک جسم ہے جو لطیف و شفاف اور لذاتہ زندہ ہے اور مادی جسموں کے ساتھ اس طرح ملا ہوا ہے جس طرح سرسبز شاخ میں پانی رچا ہوا ہوتا ہے۔

روح انسانی جسے روح ملکوتی اور لطیفہ روحی بھی کہتے ہیں، انسانی وجود کا سب سے اعلیٰ شعبہ ہے۔ اس کے باعث انسان نسخہ جامعہ، عالم صغیر اور مظہر صفات باری تعالیٰ ہے۔

اگر نہ ہو تجھے الجھن تو کھول کر کہہ دوں
وجود حضرت انساں نہ روح ہے نہ بدن

روح کا تعلق ابتدائی طور پر روح حیوانی سے ہوتا ہے اور روح حیوانی کا تعلق قلب سے ہے، اس طرح سے جسم میں روح حیوانی کی وساطت سے روح انسانی کا تعلق قلب سے ہوا۔ اس خیال کی تائید اس عملی تجربہ سے بھی ہوتی ہے کہ دل کی حرکت بند ہوجانے سے انسانی موت واقع ہوجاتی ہے مگر دماغ کے خراب ہوجانے سے انسان مرتا نہیں۔ گویا انسانی جسم کی ساخت بھی اس رائے کی موید ہے کہ روح قلب میں رہتی ہے دماغ میں نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ روح حیوانی کا تعلق قلب سے ہے اور روح حیوانی بمنزلہ سواری کے ہے اور روح انسانی اس پر سوار ہے۔ اس لحاظ سے روح انسانی کا تعلق بھی قلب سے ثابت ہوگا۔ صوفیہ کرام بھی قلب ہی کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور بعض اوقات قلب کہہ کر اس سے روح مراد لی جاتی ہے۔ بندہ کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور یہ تمام اسرار الٰہیہ کا مرکز اور تمام اعیان ومخلوقات کے دوائر کا احاطہ کرنے والا ہے۔

قرآن کریم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلب پر نازل ہوا، ارشاد باری ہے:

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ. عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ. (الشعراء، ۱۹۳.۱۹۴)

''اسے روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) لے کر اترا ہے۔ آپ کے قلبِ (انور) پر تاکہ آپ (نافرمانوں کو) ڈر سنانے والوں میں سے ہو جائیں''۔

قلب سے مراد صوفیہ کرام قلب صنوبری نہیں لیتے بلکہ وہ لطیفہ نورانی قلب ہوتا ہے جس کا تعلق قلب صنوبری سے ہے۔

روح حیوانی ہی کے قلب سے بے تعلق ہوجانے کا نام موت ہے۔ اس بے تعلقی سے انسان کی وہ کیفیت ہوجاتی ہے جو درخت کی جڑیں کاٹ دینے کے بعد درخت کی ہوجاتی ہے کہ اس کا تغذیہ بند ہوجاتا ہے اور وہ خشک ہوکر گل سڑ جاتا ہے یعنی مر جاتا ہے۔

اس کے ماورئ جو روح انسانی ہے اس تک نہ طبیب پہنچ سکتا ہے نہ ڈاکٹر اور نہ ہی سائنس کی نگاہ اس حد تک پہنچتی ہے۔ اس کی غذا بھی الگ اور اس کی زندگی و موت بھی الگ ہے۔ تصوف کا موضوع اصلاح باطن ہے اور اس کا مدار اصلاح قلب پر ہے کیونکہ اصلی مکلّف قلب ہے، مخاطب قلب ہے، عالم متکلم، فاہم قلب ہے۔ سمع و بصر رکھنے والا قلب ہے۔ ماخوذ قلب ہے۔ باقی بدن سے اس کا تعلق صرف تدبر و تصرف کا ہے۔ آنکھیں اور کان قلب کے جاسوس ہیں۔ زبان قلب کی ترجمان ہے۔ اصل انسان اور بدن کا بادشاہ قلب ہے۔ اسی طرح عقل کا مقام بھی قلب ہے۔

روح ملائکہ اور روح انسانی

انسان اور فرشتے میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ فرشتہ روح محض ہے اور انسان مجموعہ جسم و روح۔ اسی طرح انسان میں روح حیوانی ہے جو بدن کے نظام کو چلاتی ہے لیکن فرشتہ روح حیوانی کے بغیر تفویض کئے گئے امور کو سرانجام دیتا ہے۔ انسانی روح میں اور دیگر تمام مخلوقات کی ارواح میں بلحاظ علم و ادراک اور لطافت کے کافی فرق پایا جاتا ہے۔

بعض امور کی انجام دہی کے لئے ملائکہ جسم اختیار کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت جبرائیل امین، حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں تشریف لائے۔ اس کے علاوہ حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیہا کے پاس انسانی صورت میں تشریف لائے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا.

''تو ہم نے ان کی طرف اپنی روح (یعنی فرشتہ جبرائیل) کو بھیجا سو (جبرائیل) ان کے سامنے مکمل بشری صورت میں ظاہر ہوا''۔ (مریم:۱۷)

ایسے ہی بعض کاملین کی ارواح بھی مختلف اجسام اختیار کرکے اللہ کے حکم سے بعض تکوینی امور سرانجام دیتی ہیں۔

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

آج صبح کے حلقہ میں دیکھا کہ حضرت الیاس و حضرت خضر علی نبینا وعلیہما السلام روحانی صورت میں ظاہر ہوئے۔ اسی روحانی ملاقات میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم عالم ارواح میں سے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہماری ارواح کو ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہوکر وہ کام جو جسموں سے وقوع میں آئیں یعنی جسمانی حرکات و سکنات اور جسدی طاعات و عبادات ہماری ارواح سے صادر ہوتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۸۲)

حضرت مجدد الف ثانیؒ مزید فرماتے ہیں:

جب جنات کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہوکر عجیب و غریب کام کریں تو اگر کاملین کی ارواح کو یہ طاقت بخش دیں تو کونسی تعجب کی بات ہے اور دوسرے بدن کی ان کو کونسی حاجت ہے۔ اس قسم کی وہ حکایتیں ہیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں اور مختلف امور ان سے وقوع میں آتے ہیں۔ یہاں بھی ان کے لطائف مختلف جسدوں میں متجسد

ہوکر اور مختلف شکلوں میں متشکل ہوکر ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس عزیز (حضرت مجدد الف ثانی ہی مراد ہیں) کا حال ہے جو ہندوستان میں مقیم ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا۔ مگر بعض لوگ مکہ معظّمہ سے آکر کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا اور ہمارے اور اس کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہم نے اسے روم میں دیکھا اور بعض بغداد میں دیکھ کر آتے ہیں۔ یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے بارے میں اطلاع بھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح حاجت مند لوگ زندہ اور فوت شدہ بزرگوں سے مصیبت و پریشانی کے وقت مدد طلب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان بزرگوں کی صورتوں نے حاضر ہوکر ان کی بلا کو دفع کیا ہے اور ان بزرگوں کو اس معاملے کی اطلاع کبھی ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔ یہ بھی ان بزرگوں کے لطائف کی شکلیں ہیں۔ یہ شکلیں کبھی عالم ظاہر میں ہوتی ہیں کبھی عالم مثال میں۔ جس طرح ایک ہی رات میں ہزار آدمی رسول اللہ ﷺ کو خواب میں مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں اور استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی صفات و لطائف کی مثالی صورتیں ہیں۔ اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتوں سے استفادہ حاصل کرتے ہیں اور مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ (دفتر دوم، مکتوب ۵۸)

ارواح کا مثالی صورت میں ظہور

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اذا جاء احدکم الموت... (الخ) کی تفسیر میں ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کی باذن اللہ قوت و تصرف کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وکذلک یجعل لنفوس بعض اولیائہ فانھم یظھرون ان شاء اللہ تعالیٰ فی ان واحد فی امکنتہ شتے باجسادھم المکتسبتہ.

”ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ولیوں کی ارواح کو یہ قوت عطا فرمائی ہے کہ وہ اللہ کی قدرت سے ایک لمحے میں مختلف مقامات پر مثالی جسموں کے ساتھ ظاہر ہوتی ہیں“۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

جب میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور نبی ﷺ کے روضہ مقدسہ کی زیارت کی تو میں نے آپ کی روح اقدس کو ظاہر اور عیاں دیکھا اور عالم ارواح میں نہیں بلکہ عالم محسوسات سے قریب جو عالم مثال ہے۔ میں نے اس میں آپ کی روح کو دیکھا۔ چنانچہ اس وقت میں سمجھا کہ عوام مسلمانوں کا یہ جو کہنا ہے کہ نبی ﷺ نمازوں میں تشریف لاتے ہیں اور نمازیوں کے امام بنتے ہیں اور اس طرح جو وہ اور باتیں کہتے ہیں وہ سب اسی نازک مسئلہ سے متعلق ہیں۔

بعد ازاں میں نے نبی اکرم ﷺ کی بلند مرتبہ اور مقدس قبر کی طرف بار بار توجہ کی تو آپ میرے سامنے لطیف در لطیف صورت میں ظہور فرما ہوئے۔ چنانچہ کبھی آپ مجرد عظمت وجلال کی صورت میں ظہور فرماتے اور کبھی جذب و شوق اور انس و انشراح کی صورت میں نظر آتے۔ کبھی اس طرح کی جاری و ساری صورت میں ظاہر ہوتے کہ مجھے خیال ہوتا کہ تمام کی تمام فضا آپ کی روح مبارکہ سے بھری ہوئی ہے اور آپ کی روح اس فضا میں تیز ہوا کی طرح یوں حرکت کر رہی ہے کہ دیکھنے والا اس میں اتنا محو ہوجاتا ہے کہ وہ اس کی موجودگی میں دوسری لطافتوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ نیز میں نے یہ محسوس کیا کہ رسول اللہ ﷺ بار بار مجھے اپنی وہ صورت مبارک دکھاتے ہیں جو آپ کی اس دنیا کی زندگی میں تھی اور آپ مجھے اپنی یہ صورت اس حالت میں دکھا رہے تھے جبکہ میری تمام توجہ آپ کی روحانیت کی طرف تھی نہ کہ آپ کی جسمانیت کی طرف۔ اس سے میں یہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی روح جسمانی شکل میں صورت پذیر ہوسکتی ہے۔ (فیوض الحرمین، ۱۱۶)

روح کے متعلق مباحث کو سمیٹتے ہوئے ہم ایک مرتبہ پھر روح کی تعریف اور اصلیت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ عقائد اسلام کی معتبر اور معروف کتب میں سے ایک کتاب ''التمہید فی بیان التوحید'' میں امام محمد بن سعید المعروف ابوشکور السالمی قدس سرہ لکھتے ہیں:

اجمع المسلمون علی ان الروح مخلوق محدث الا انه لا فناء له فانه کما خرج من الجسد فان ارواح المتقین تکون فی دار النعیم کما قال الله تعالیٰ ان کتاب الابرا لفی علیین وارواح المجرمین فی دارالجحیم کما قال الله تعالیٰ کلا ان کتاب الفجار لفی سجین ثم یعود الروح الی جسده ویقوم للحساب بامر الله تعالیٰ یوم التناد فیکون فی الجنته اوفی النار مع جسده.

''مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ روح مخلوق ہے اور پیدا کی گئی ہے مگر اس کے لئے فناء نہیں ہے۔ پس جب یہ بدن سے خارج ہوتی ہے تو پرہیزگاروں کی روحیں جنت میں پہنچ جاتی ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ نیکوکار بلاشبہ مقام علیین میں ہونگے جبکہ گناہ گاروں کی روحیں جہنم میں چلی جائیں گی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ نافرمان بلاشبہ مقام سجین میں ہونگے پھر روح جسم کی طرف دوبارہ لوٹ آتی ہے اور اللہ کے حکم سے روز قیامت حساب کے بعد جنت یا دوزخ میں مع الجسم جائے گی''۔

اعمال میں روح وجسم کی شراکت

اعمال میں روح وجسم کی شراکت کا تذکرہ کرتے ہوئے شیخ ابوشکور السالمیؒ رقمطراز ہیں:

ولان الاجساد اشترکت بالروح فی الذنب فکذلك یوجب الاشتراك فی الجزاء والدلیل علیه قوله تعالیٰ (یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسها یعنی النفس تجادل مع الروح بان الذنب منك وقوله تعالیٰ ثم انکم یوم القیامة تختصمون) ذکر فی التفسیر ان الروح یخاصم الجسد والجسد یخاصم الروح.

وروی عن علی بن ابی طالبؓ انه قال: ان الله تعالی خلق الارواح من النور والنار والریح خلق الارواح الادمیین من النور وخلق ارواح الشیطین من النار وارواح الطیورمن الریح...

''اجسام گناہ میں روح کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ یونہی سزا میں بھی دونوں کی شراکت لازم ہے۔ اس پر قرآن عظیم الشان کی یہ آیت دلیل ہے:

''جس دن ہر نفس اپنے نفس سے جھگڑا کرے گا یعنی جسم روح کے ساتھ لڑے گا۔ ایک کہے گا کہ گناہ تو نے

ماہنامہ منہاج القرآن کے سالانہ خریداران متوجہ ہوں!

مصروفیات کی بناء پر کئی احباب ماہنامہ منہاج القرآن کی سالانہ خریداری کے دوبارہ اجراء کیلئے نہ تو مرکز آسکتے ہیں اور نہ ہی منی آرڈر کے ذریعے اپنا زرِ تعاون بھجواسکتے ہیں۔ ان احباب کی سہولت کیلئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ ماہنامہ منہاج القرآن کے جن سالانہ خریدار احباب کا زرِ تعاون جس مہینے ختم ہوجائے گا، اس سے اگلے ماہ ان احباب کو 250 روپے سالانہ خریداری کے عوض شمارہ VP کیا جائے گا تاکہ شمارہ سے استفادہ کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے اور انہیں بغیر تعطل کے ہر ماہ شمارہ ملتا رہے۔

امید ہے کہ آپ VP کی صورت میں ارسال کئے گئے شمارہ کو پوسٹ مین سے وصول کرکے اپنے تعاون کو جاری و بحال رکھیں گے۔ (ادارہ)

کیا تھا اور دوسرا کہے گا کہ گناہ تونے کیا تھا''۔ ارشاد باری ہے:

''پھر بے شک تم لوگ قیامت کے دن جھگڑتے ہوں گے''۔

اس کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ جسم روح سے جھگڑتے ہوں گے''۔ اس کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ جسم روح سے جھگڑے گا اور روح جسم سے لڑے گی۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے روحوں کو نور، آگ اور ہوا سے پیدا کیا ہے۔ انسانوں کی ارواح کو نور سے، شیاطین کی روحوں کو آگ سے اور پرندوں کی روحوں کو ہوا سے پیدا فرمایا ہے''۔

امام المشائخ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ (متوفی ۵۳۵ھ) ''رتبۃ الحیات'' میں رقمطراز ہیں۔

جب حضرت شیخ ھرم بن حیانؒ حضرت سیدنا اویس قرنیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا السلام علیکم! تو حضرت اویس قرنی نے جواب دیا وعلیکم السلام اے ھرم ابن حیان!

حضرت ھرمؒ آپ کے علو شان سے بیحد متاثر ہوئے اور بحالت گریہ عرض کی:

اے اویس! آپ نے اس سے پہلے تو مجھے نہیں دیکھا، پھر مجھے کیسا پہچانا اور میرے والد کا نام کیسے جانا؟

سیدنا اویس قرنیؓ نے فرمایا:

جب تیرے بدن نے میرے بدن کو مخاطب کیا تو میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا۔ کیونکہ اجسام کی طرح روحوں کے بھی حواس ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ فرماتے ہیں: جسم اسلام کا خادم اور قلب ایمان کا ملازم ہے۔

حدیث پاک ہے: **اتقوا فراسة المومن انه ینظر بنور الله. (ترمذی، الجامع، کتاب التفسیر)**

''مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''۔

جسم اور روح کے تعلق اور باہم وابستگی کے حوالے سے اگرچہ مزید بہت کچھ کہنے کی گنجائش موجود ہے لیکن ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس مضمون کو یوں سمیٹتے ہیں کہ انسانی شخصیت کی تمام خوبیاں اور خصوصیات بنیادی طور پر اس کے باطن سے تعلق رکھتی ہیں، اگر باطن کو فیضان ذکر الٰہی سے نکھار اور سنوار لیا جائے تو رذائل، فضائل میں تبدیل ہوجاتے ہیں، نفرت محبت کا روپ دھار لیتی ہے۔ مختصر یہ کہ آدم زادے کے لئے اپنی منزل مقصود کا صحیح تعین، اس کی شناخت اور پھر اس فانی زندگی میں اس منزل کے حصول کے لئے اپنی تمام تر روحانی و جسمانی قوتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے جدوجہد کرنا، بمنزلہ معراج ہے اور جادۂ معرفت پر پڑنے والا اس کا ہر قدم اسے منزل مقصود کی سی لذت دے رہا ہوتا ہے۔

❁❁❁❁❁

اظہار تعزیت

گذشتہ ماہ محترم ساجد حسین (اسلام آباد)، محترم خالد محمود چیف (لالہ موسیٰ) کے والد اور جواں سالہ بھانجا، محترم حافظ نصیر احمد (فیروز والا) کا بیٹا، محترم محمد یوسف حضوری (حافظ آباد) کے ہم زلف اور محترم خالد حسین قادری، محترم ناصر امین کے والد غلام رسول، محترم خالد حسین قادری (حافظ آباد) کے چچا، محترم احسان اللہ خان (حافظ آباد) کا جواں سالہ بیٹا، محترم حافظ نوید احمد قادری (ساگر کلاں) کی نانی، محترم محمد بوستان قادری (مرادیاں) کے بھائی حاجی محمد رمضان اور محترم محمود احمد قادری (گلبرگ ٹاؤن A لاہور) کے بہنوئی قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی بخشش و مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

ملکی حالات و واقعات

اصل حقائق کیا ہیں۔۔۔؟

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

پاکستان آج اپنی تاریخ کے نازک ترین اور فیصلہ کن مرحلہ سے گزر رہا ہے۔ ان حالات میں حکمرانوں کے لئے داخلہ و خارجہ ہر دو محاذوں پر پھونک پھونک کر قدم رکھنے اور جرأت مندانہ فیصلے کرنے ناگزیر ہیں مگر شومئی قسمت کہ ہر آنے والا دن اور ملکی افق پر رونما ہونے والا ہر واقعہ حکمرانوں کی نااہلی، بے بصیرتی اور ان کے ہاں ذاتی مفادات کو حاصل ترجیح کی بناء پر ملک وقوم کے تحفظ و بقاء کو داؤ پر لگاتا جارہا ہے۔ ہمارے حکمران عالمی طاقتوں کے سامنے بھیگی بلی بنے بیٹھے ہیں اور ملکی وقومی مفادات کے تحفظ میں یکسر ناکام ہوچکے ہیں۔ ایک طرف مہنگائی اور توانائی کے بحران نے عوام کا جینا محال کررکھا ہے اور دوسری طرف ہم خارجہ پالیسی کے حوالے سے بھی مسلسل ناکامی کا شکار ہیں حتی کہ اپنی سرحدوں کی کی حفاظت میں بھی جزوی طور پر ناکام ہوتے نظر آرہے ہیں۔ ان حالات و واقعات پر مستزاد یہ کہ قوم کو اصل حقائق سے بے خبر رکھنے، ان سے جھوٹ بولنے اور انہیں دھوکہ وفریب دینے کی روش پر بھی قائم ہیں۔ گذشتہ ماہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے الیکٹرانک میڈیا پر ملکی سلامتی و تحفظ پر مبنی اہم معاملات پر قوم اور حکمرانوں کی توجہ مبذول کرواتے ہوئے انہیں آبرومندانہ حل کی طرف متوجہ کیا۔ ان انٹرویوز میں آپ نے درج ذیل معاملات پر تفصیلی و جامع رہنمائی فرماتے ہوئے اصل حقائق سے پردے اٹھائے:

۱۔ ڈرون حملے ۲۔ حکومت طالبان مذاکرات ۳۔ دورہ امریکہ ۴۔ نیٹو سپلائی

۵۔ پاک فوج کی قربانیوں کو متنازع بنانے کی مذموم حرکت ۶۔ بلدیاتی انتخابات کا انعقاد

زیر نظر مضمون الیکٹرانک میڈیا پر پوچھے جانے والے انہی معاملات سے متعلق سوالات کے جوابات کی تلخیص پر مشتمل ہے۔ تفصیلی جوابات کے لئے درج ذیل CD's سماعت فرمائیں:

(CD#1908، مورخہ 2 نومبر 2013ء) (CD#1915، مورخہ 8 نومبر 2013ء) (CD#1916، مورخہ 11، 12 نومبر 2013ء)

ڈرون حملے

مملکت خداداد پاکستان کے قبائلی علاقوں اور خیبرپختونخواہ میں ہونے والے ڈرون حملے درحقیقت ہمارے حکمرانوں کی رضا مندی سے ہورہے ہیں۔ جن میں ایک طرف طالبان کی ہائی کمان نشانہ بن رہی ہے تو دوسری طرف معصوم شہری بھی اس کی زد میں ہیں۔

یہ ڈرون حملے وزیراعظم پاکستان کے حالیہ دورۂ امریکہ کا تسلسل ہیں۔ وزیراعظم ان حملوں کے جاری رہنے پر امریکہ میں اتفاق کرکے آئے ہیں۔ پاکستان میں ان کے

نمائندے اور ان کے وزراء عوام الناس کو محض دکھلاوے اور دھوکہ دہی کے لئے شور شرابہ و ہنگامہ کر رہے ہیں۔ پاکستانی تاریخ میں اتنی غیر سنجیدہ حکومت اور اتنا غیر سنجیدہ وزیراعظم آج تک نہیں دیکھا گیا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ ہمارے ملک کے وزیراعظم اگر بیرون ملک دورے پر ہوں تو ملک میں موجود ان کی کابینہ کے وزراء کا بھی ہنگامی طور پر کسی اہم ملکی و قومی ایشو پر پالیسی بیان کے لئے ان سے رابطہ نہیں ہو پاتا۔ اس بات کا اندازہ گذشتہ ماہ ڈرون حملوں کے بعد کی مضحکہ خیز صورت حال سے بآسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔ جب وزیر داخلہ میڈیا پر آکر وزیراعظم سے عدم رابطہ سے آگاہ کرتے ہیں حالانکہ آج کے دور میں دنیا گلوبل ویلج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے، سائنس و ٹیکنالوجی نے دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک رابطہ کو آسان تر بنادیا ہے۔ کسی بھی شخص سے رابطہ کرنا چنداں مشکل نہیں ہے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے حکمران ہمیشہ اپنی قوم کے ساتھ جھوٹ بولتے ہیں، حقائق چھپاتے ہیں، معاملات کو مخفی اور عوام کو دھوکے میں رکھا جاتا ہے۔ باہر کچھ اور معاہدات ہوتے ہیں جبکہ قوم کو کچھ اور بتایا جاتا ہے۔۔۔ پارلیمنٹ کے فلور پر تقریر کرنے کے لئے مواد کچھ اور ہوتا ہے۔۔۔ وائٹ ہاؤس میں موقف کچھ اور ہوتا ہے۔۔۔ آل پارٹیز کانفرنس میں اور بولی بولی جاتی ہے۔۔۔ عمل درآمد کسی اور بات پر کیا جاتا ہے۔۔۔ ان کے کردار میں یہ اتنا بڑا تضاد ہے جس کی وجہ سے پاکستان بحران سے باہر نہیں نکل پا رہا۔ جب تک ایسے لوگوں سے اس ملک اور قوم کی جان نہیں چھڑا دیتے اور ایسے دھوکہ دہی کے نظام کا خاتمہ کر کے سچائی، امانت داری پر مبنی ایک نظام قائم نہیں کر دیتے اس وقت تک یہ مسائل جوں کے توں قائم رہیں گے۔

ڈرون حملے وزیراعظم پاکستان کے دورہ امریکہ کا تسلسل ہیں۔ اس دورہ کے دوران ڈرون حملوں کا جاری رہنا اور ان کے نہ روکنے پر پاکستان و امریکہ کا اتفاق ہوا ہے۔ ہمارے حکمران سب کچھ وہاں طے کر کے آئے ہیں، اس وقت شور شرابہ دکھالوے کے سواء کچھ نہیں ہے۔ جب یہ ڈرون حملوں کا معاہدہ کر کے آئے ہیں تو کسی بھی ڈرون حملہ میں کوئی بھی مارا جاسکتا ہے خواہ وہ طالبان کی ہائی کمان ہو یا قبائلی علاقے کی معصوم عوام۔

نواز، اوبامہ ملاقات۔ اصل ایجنڈا بے نقاب

ان ڈرون حملوں کے جاری رکھنے پر اتفاق کے اس بیان پر میں دو واضح اور ٹھوس ثبوت قوم کے سامنے رکھ رہا ہوں، جن کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔

وائٹ ہاؤس کی طرف سے 23 اکتوبر 2013ء کو جاری کردہ حکومت امریکہ اور وزیراعظم پاکستان کے مابین ہونے والے معاہدات پر مبنی مشترکہ بیان میری بات کا پہلا ثبوت ہے۔ یاد رہے کہ جب مشترکہ بیان جاری ہوتا ہے تو دونوں طرف سے اس بیان کے ایک ایک لفظ کو عمیق نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور دونوں اطراف کے حکام بالا کی منظوری کے بعد ہی اسے میڈیا پر جاری کیا جاتا ہے۔

سرکاری طور پر جاری ہونے والے اس مشترکہ بیان میں وزیراعظم اور صدر اوبامہ کے درمیان زیر بحث آنے والے معاملات میں ڈرون حملوں کا ذکر ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ان ڈرون حملوں کو دورۂ امریکہ کا تسلسل کہہ رہا ہوں۔ اس لئے کہ اگر ڈرون حملے رکوانے کی بات ہوئی ہوتی تو اس مشترکہ بیان میں درج ہوتی۔ ڈرون حملے رکوانے کا ذکر نہ ہونا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ ملاقات میں اس ایشو پر بات ہی نہیں کی گئی۔ وائٹ ہاؤس نے اس ملاقات کے دوران زیر بحث آنے والے جملہ معاملات کو اپنی سرکاری ویب سائٹ

www.whitehouse.gov/the-press-office/2013/10/23/joint-statement-president-obama-and-prime-minister-nawaz-sharif

پر جاری کردیا ہے۔ اس مشترکہ بیان سے نواز، اوبامہ ملاقات کا اصل ایجنڈا بے نقاب ہوگیا ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے وہاں ڈرون حملوں کے ایشو پر سرے سے کوئی بات ہی نہیں کی بلکہ امریکہ پاکستان اشتراک کو جاری رکھنے پر اتفاق ہوا ہے۔ اس ملاقات میں صرف درج ذیل معاملات زیر بحث آئے ہیں:

1.Law Enforcement and Counterterrorism

2.Economics and Finance

3.Energy

4. Security,Strategic Stability, and Non-Proliferation.

5. Defense Consultative Group.

اس کے علاوہ کوئی گروپ ڈرون حملوں کے حوالے سے اور طالبان کے ساتھ ڈیل کرنے کی پالیسی کے حوالے سے بنایا ہی نہیں گیا۔ بلکہ دفاعی تعلقات پر وزیراعظم پاکستان اور صدر اوبامہ نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے نہ صرف اسے جاری رکھنے بلکہ اسے بڑھانے پر بھی اتفاق کیا۔ مشترکہ بیان کے الفاظ ہیں کہ

President Obama and Prime Minister Sharif expressed satisfaction with the positive momentum achieved in defense relations and reaffirmed that this partnership should continue to grow and endure.

اس ملاقات میں تو وزیراعظم پاکستان نے Defense Cooperation کے ذیل میں امریکی حکومت کے تعاون کا شکریہ ادا کیا ہے۔ مشترکہ بیان کے الفاظ ہیں کہ

Prime Minister Sharif conveyed appreaciation for U.S. security assistance in support of Pakistan's counterterrorism.

وزیراعظم نے امریکہ صدر اوبامہ اور امریکہ کا شکریہ ادا کیا کہ وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ہماری مدد کررہا ہے۔ یہ ڈرون اٹیک خاک بند کروانے گئے تھے بلکہ یہ تو الٹا ان کا شکریہ ادا کرنے گئے تھے۔

Counter Terrorism پر بات کرتے ہوئے ڈرون اٹیک کی پالیسی زیر بحث آنی چاہئے تھی، وزیراعظم صاحب کا فرض تھا کہ آل پارٹیز کانفرنس نے دہشت گردی کے خاتمے اور ڈرون اٹیک بند کروانے کے لئے جو متفقہ قرار داد پاس کی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے ڈرون حملوں پر بات کرتے۔ مگر افسوس کہ اس ڈسکشن میں بھی یہ معاملہ زیر بحث نہ آیا۔ میں APC کی پارٹیز اور ان کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر کہہ رہا ہوں کہ ان کی زبانیں اب کیوں بند ہیں۔ ان کے علم میں ہے کہ APC میں جو فیصلہ ہوا وہ وزیراعظم پاکستان، وائٹ ہاؤس میں بیان نہیں کرسکے۔

حکومت، طالبان مذاکرات

حکومت اور طالبان کے درمیان مذاکرات کی کہانی بھی اس سے مختلف نہیں۔ یہاں دراصل دو سمت مذاکرات کی بات ہے۔ ایک مذاکرات وہ ہیں جو طالبان سے کرنے کی بات ہورہی ہے وہ مذاکرات شروع ہوئے یا نہیں، کہاں تک پہنچے؟ کس Stage پر ہیں؟ کسی کو کسی بات کا علم نہیں اور ایک مذاکرات وہ ہیں جو واشنگٹن میں ہوچکے ہیں۔ اب سوچنا یہ ہے کہ کن مذاکرات کو کامیاب بنایا جارہا ہے۔ جہاں ڈرون اٹیک کو روکنے کی بات ہونی چاہئے تھی وہاں تو کی ہی نہیں بلکہ وہاں تو دستخط کرکے آئندہ جاری رہنے پر اتفاق کر آئے ہیں اور پاکستان میں آکر ان ڈرون حملوں کو روکنے کے لئے پریس کانفرنسز ہورہی ہیں، میڈیا پر ان ڈرون حملوں کے خلاف محض قوم کو دھوکہ دینے کے لئے شور شرابہ کیا جارہا ہے۔

یاد رکھیں! یہ ساری کی ساری ایک ملی بھگت ہے، عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے کاروائی ہو رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان باتوں کے کرنے سے کیا پاکستان کی سلامتی و حفاظت کی ضمانت میسر آئے گی۔۔۔؟ امن بحال ہوسکے گا۔۔۔؟ جہاں بات کرنا تھی وہاں اتفاق کر آئے اور ملک میں خواہ مخواہ کا غصہ ظاہر کیا جارہا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ وائٹ ہاؤس میں امریکی صدر اوبامہ سے ملاقات سے بھی قبل جان کیری کے ساتھ ملاقات میں ہی یہ بات طے پاگئی تھی کہ صدر اوبامہ کے سامنے ڈرون حملوں کا مسئلہ اٹھایا ہی نہ جائے گا۔

افسوس! وزیراعظم پاکستان جنہیں فخرو بھائی نے وزیراعظم بنوایا۔۔۔ سیشن ججوں نے وزیراعظم بنوایا۔۔۔ اندر کی انتظامیہ نے وزیراعظم بنایا۔۔۔ لوگوں نے بھی ووٹ دیئے۔۔۔ اسٹیبلشمنٹ نے مل جل کر جس کو وزیراعظم کا تاج پہنایا۔۔۔ اس وزیراعظم کو ملکی و قومی سلامتی کے انتہائی اہم ایشو پر بات کرنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔

"شیر دل" وزیراعظم کی جان کیری سے ملاقات

ہمارے لئے کتنی شرم ناک بات ہے کہ پاکستان کا وزیراعظم چل کر امریکہ کے وزیرخارجہ سے ملاقات کے لئے جارہا ہے۔ پوری قوم کے سر شرم سے جھک جانے چاہئیں۔ جب اس قسم کے نااہل لوگ جو بلدیاتی سطح پر بھی قوم کی نمائندگی کے اہل نہ ہوں اور عوام بھیڑ چال میں اس ظالمانہ نظام کی بناء پر اسے وزیراعظم کی کرسی پر بٹھادیں تو ایسے لوگ ملک کی عزت خاک میں نہیں ملائیں گے تو اور کیا کریں گے۔ افسوس! کہ ہمارے ہاں اس وقت مستقل وزیر خارجہ ہی موجود نہیں۔ دنیا کا واحد ملک جس کی سیکورٹی خطرے میں ہے۔۔۔ جس ملک کی سرحدوں پر مختلف قسم کی مشکلات ہیں۔۔۔ جس ملک کو اندرونی خطرات کا سامنا ہے۔۔۔ دہشت گردی کے خطرات موجود ہیں۔۔۔ مسائل میں گھرا ہوا ملک ہے۔۔۔ مگر وزیر خارجہ کے بغیر چل رہا ہے۔

وزیراعظم پاکستان نے چونکہ وزیر خارجہ اور وزیر دفاع کا قلمدان بھی اپنے ہی پاس رکھا ہوا ہے لہذا بطور وزیر خارجہ، صدر اوبامہ سے ملاقات سے قبل جان کیری کے ساتھ طے کئے گئے معاملات بھی ان حکمرانوں کے انداز حکومت کی ایک شرم ناک تصویر ہے۔ جان کیری کے ساتھ ملاقات میں درج ذیل فیصلہ جات کئے گئے:

۱۔ ڈرون حملے مستقبل میں بھی پاکستان میں جاری رہیں گے۔

۲۔ پاکستان دہشت گردی سے نبرد آزما ہونے کے لئے ہتھیار امریکہ سے خریدتا رہے گا۔

۳۔ 15 بڑے بڑے قومی اداروں کو معاشی صورت حال کی بہتری کے لئے 6 بلین ڈالر میں بیچا جائے گا۔

۴۔ نواز حکومت امریکہ کے ساتھ یکطرفہ انٹیلی جنس تعاون کرے گی۔

گویا پاکستان کی ISI کو پیچھے کیا جائے گا۔ بجائے اس کے کہ دونوں طرف سے تعاون ہو، نواز شریف کی موجودہ حکومت امریکہ کی نیشنل سیکیورٹی ایجنسی کے ساتھ یکطرفہ انٹیلی جینس Shairing کرے گی۔ یعنی یکطرفہ ان کو اطلاع دیں گی۔ گویا آپ نے پاکستان کو یکطرفہ جاسوس کا درجہ دے دیا ہے اور اپنی ISI اور ملک کے اداروں پر اعتماد ختم کردیا۔

۵۔ آصف علی زرداری کی کرپشن کا کوئی کیس نہیں کھولا جائے گا۔

۶۔ پرویز مشرف کو رہا کردیا جائے گا۔

(آج قوم نے خود دیکھ لیا ہے کہ تمام کیسز میں ان کی ضمانت منظور ہوچکی ہے اور وہ رہا ہوگئے ہیں، عنقریب وہ بیرون ملک بھی چلے جائیں گے)

۷۔ گورنمنٹ ایران کے ساتھ ہونے والی گیس

پائپ لائن کے معاہدہ کی تکمیل کے لئے زیادہ دباؤ نہیں ڈالے گی بلکہ نرم روّیہ رکھے گی تاکہ امریکہ اور بڑی طاقتوں کے مفادات پر ضرب نہ پڑے۔

۸۔ آخری بات جو بہت اہم ہے اور وہ یہ کہ طالبان کے صرف ان گروپس کے ساتھ مذاکرات ہوں گے جو امریکہ اور سعودی عرب نواز ہیں۔

نیٹو سپلائی

ڈرون حملوں اور طالبان کے ساتھ مذاکرات کی طرح نیٹو سپلائی بھی اس وقت ہمارے ملک میں موضوع بحث ہے۔ یہ سوال کہ نیٹو سپلائی جاری رہنی چاہئے یا نہیں؟ اس کے جواب سے بھی قبل یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس وقت نیٹو سپلائی بحال کس نے کر رکھی ہے۔۔۔؟ ڈرون اٹیک برقرار کس نے رکھے ہوئے ہیں۔۔۔؟ دہشت گردی کا خاتمہ کون نہیں ہونے دے رہا۔۔۔؟ اس ملک میں دہشت گردوں کو ٹھکانے کس نے دیئے ہوئے ہیں۔۔۔؟ یاد رکھیں! ڈرون حملوں کا ہونا اور نیٹو سپلائی کی بحالی یا بندش دہشت گردی کے خلاف جنگ کی محض علامات ہیں۔ ان علامات کی طرف توجہ دینے سے اصل مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا، اصل جڑ کو اکھاڑ پھینکنا ہوگا۔ ملکی و قومی سلامتی کا حقیقی دشمن اور اصل مسئلہ موجودہ کرپٹ نظام ہے جو ایسے لوگوں کو اقتدار پر لاتا ہے جو اپنی عوام سے جھوٹ بولتے ہیں اور پوری قوم سے غلط بیانی کرتے ہیں۔

نیٹو سپلائی پہلے بھی بند ہوئی تھی۔ کیا بنا۔۔۔؟ چار پیسے لے کر پھر بحال کر دی گئی۔ یہ وہ امور ہیں جن کی حقیقتوں سے میں واقف ہوں۔ ڈرون حملوں کی طرح نیٹو سپلائی پر بھی قومی مفادات میں پالیسی امریکہ دورہ کے دوران وزیراعظم پاکستان نے طے کرنی تھی مگر افسوس کہ وہاں ایسے قومی ایشوز پر ان حکمرانوں کو بات کرنے کی بھی اجازت نہ دی گئی۔ وزیراعظم پاکستان اور ان کا وفد 4 دن امریکہ رہا اور اس دوران انہیں سرکاری حکام سے ملاقات کے لئے وقتاً فوقتاً کل صرف 4 گھنٹے ملے۔ ان 4 گھنٹوں میں وائٹ ہاؤس، State Department، جان کیری، پینٹا گون، انرجی ڈیپارٹمنٹ اور CIA کی ملاقاتیں شامل ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امریکی حکام نے ہمارے حکمرانوں کو کتنا وزن دیا اور ان کے مطالبات یا خواہشات کو کتنا سنجیدہ لیا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ملاقاتوں میں بھی امریکی حکام اور ان کے قومی اداروں کی طرف سے انہیں مستقبل میں کرنے کے لئے اگلے ٹاسک اور ہدایات ہی ملی ہوں گی۔

ڈرون حملے بلاشبہ پاکستانی خودمختاری کی خلاف ورزی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم بذات خود انہیں روکنے کی طاقت رکھتے ہیں یا نہیں۔۔۔؟ اگر طاقت رکھنے کے باوجود انہیں روک نہیں پا رہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارے حکمران محض اپنے اقتدار کے دنوں کو طول دینے کے لئے ان کی ہاں میں ہاں ملاتے چلے جارہے ہیں۔ ڈرون اٹیک ہماری فورسز روک سکتی ہیں اور PAF کے پاس ان کو روکنے کی صلاحیت بھی موجود ہے مگر اس کے لئے صرف اور صرف سیاسی عزم اور جرأت کی ضرورت ہے کہ سیاسی سطح پر ہمارے حکمران فیصلہ کن قدم اٹھاسکیں۔ افسوس ہماری گورنمنٹ تو ان لوگوں کے سامنے سجدہ ریز ہے، اس لئے یہ قدم اٹھا ہی نہیں سکتے۔ اس دورۂ امریکہ کے دوران بھی ڈیڑھ بلین ڈالر کی امداد کی بحالی کا وعدہ دہشت گردی روکنے کی مد میں لے کر آئے ہیں کہ ہم جنگ جاری رکھیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک واضح نظریہ ہونا چاہئے کہ قوم کو مکمل سچائی سے آگاہ کیا جائے۔

حکمرانوں کے مؤاخذہ کی ضرورت

ان حالات میں اسمبلیوں کے اندر موجود سیاسی و مذہبی جماعتیں کیوں خاموش ہیں۔۔۔؟ تبدیلی کا نعرہ لگا کر

آنے والے اسمبلی میں کیوں خاموش ہیں۔ ممبران اسمبلی کو چاہئے کہ وہ وزیراعظم پاکستان سے امریکہ دورہ کے دوران کئے جانے والے جملہ معاہدات و اتفاقات سے ہاؤس کو آگاہ کرنے کا مطالبہ کریں۔ افسوس کہ وزیراعظم انتہائی حساس قومی معاملات پر خود خاموش ہیں اور پیچھے اپنے ملازموں کو لگا رکھا ہے کہ وہ پالیسی بیانات دیں۔

APC کے لیڈرز ان حکمرانوں کا مواخذہ کریں، پارلیمنٹ کے فلور پر صرف نیٹو سپلائی کے مسئلے پر ہی نہیں بلکہ ڈرون اٹیک، پاک امریکہ تعلقات، طالبان اور سیکورٹی کے مسائل پر ان حکمرانوں کا مواخذہ کریں۔ ان کا حق ہے کہ ان سے پوچھیں کہ وہاں کیا کرکے آئے ہیں۔ یہاں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے، بعض مذہبی و سیاسی رہنما وزیراعظم کو ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کے مسئلہ پر اوبامہ سے اُس بات چیت کے کرنے پر مبارکباد دے رہے ہیں جو کہ حقیقت میں ہوئی ہی نہیں۔ انہیں علم نہیں ہے یا جہالت و بددیانتی کی انتہاء ہے۔ اس ملک سے جھوٹ، مکر، دجل وفریب کا راج ختم ہونا چاہئے۔ حقائق قوم کو جب تک نہیں بتائیں گے بحران ختم نہ ہوں گے۔ قوم سے بڑی طاقت دنیا میں نہیں ہوتی۔ امریکہ کو قوم نے امریکہ بنایا۔۔۔ برطانوی قوم نے اسے برطانیہ بنایا۔۔۔ چائنی قوم نے اسے چائنہ بنایا۔۔۔ پاکستانی قوم پاکستان کو بھی عظیم بناسکتی ہے مگر قوم کو بتایا جائے کہ حقیقت کیا ہے۔

پاک فوج کی قربانیاں متنازع بنانے کی مذموم حرکت

یہ بات نہایت قابل افسوس اور رنج و ملال کا باعث ہے کہ ’’شہید‘‘ کی اصطلاح کو استعمال کرکے پاکستان میں ایک علمی و دینی فتنہ پیدا کردیا گیا ہے۔ حالانکہ لفظ ’’شہید‘‘ خالصتاً دین کا عطا کیا ہوا عظیم ٹائیٹل ہے۔ اس بحث سے قوم کے ذہنوں میں التباس و ابہام پیدا کردیا گیا ہے اور بالخصوص ان 49 ہزار پاکستانیوں کی قربانیوں کا مذاق اڑایا گیا ہے جو گذشتہ دس سالوں میں دہشت گردی کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ ان شہداء میں 15 ہزار افواج پاکستان کے جوان بھی شامل ہیں۔ جن جوانوں نے وطن کی حفاظت کے لئے، ریاست کی اتھارٹی کو قائم کرنے کے لئے اور بغاوت کو کچلنے کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ دیا اور شہید ہوئے، ان کو معاذ اللہ کسی اور کھاتے میں ڈال دیا گیا ہے۔

کسی بھی مسلم ریاست کی رٹ کو چیلنج اور اس کے دستور و نظام کو تسلیم نہ کرتے ہوئے منظّم ہونا، مسلح جدوجہد کرنا اور اس ریاست کے مسلم و غیر مسلم بے گناہ شہریوں کو قتل کرنا شریعت اسلامیہ کے احکامات کے مطابق بغاوت ہے۔

اس عمل کا ارتکاب کرنے والے بے شک اپنے عمل کے حق میں کیسی ہی تاویل اور دلیل پیش کریں اور اپنے آپ کو حق اور حکومت کو باطل پر ہی کیوں نہ سمجھیں ان کی کسی بھی تاویل کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ یہ لوگ قرآن و سنت کو نہ سمجھتے ہوئے اپنے تئیں نیک نیتی کے ساتھ تاویلاً حکومت اور لوگوں کو معصیت اور کفر کی راہ پر سمجھتے ہوں اور خود کو حق پر سمجھتے ہوں اور اس تاویل کی وجہ سے مسلح ہوگئے ہوں اور خون بہائیں، ایسے عمل کرنے والے کو جملہ مذاہب کے فقہاء نے متفقہ طور پر باغی قرار دیا ہے۔ لہذا ایسے کو قتل کرنا، کچلنا اور ایک باقاعدہ آپریشن کے ذریعے ختم کرنا واجب ہے۔ اس لئے کہ اسلامی ریاست کی رٹ کو منظّم اور مسلح ہوکر چیلنج کرنا اور اپنے مؤقف کے حق میں تاویلیں پیش کرنا کسی بھی صورت اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انتقاماً بے گناہوں کا قتل جائز ہے؟ یاد رہے کہ ایسے لوگوں سے انتقام لینا جو اس جنگ میں شریک نہ ہوں، کسی بھی طور جائز نہیں۔ یہ قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ اسلام کی 1400 سال کی تاریخ میں کسی ایک کتاب کے اندر بھی ایسا حوالہ نہیں ملے گا جو میری بات سے مخالف نقطۂ نظر پر مشتمل ہو۔ امت کا کتاب و

سنت کے ساتھ 1400 سال سے اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر ایک ملک یا ایک فوج یا ایک حکومت کسی دوسرے ملک یا فوج سے جنگ لڑ رہی ہے تو اس کے جواب میں بھی آپ مخالف ملک کے پرامن شہریوں کو قتل نہیں کرسکتے۔ اس لئے آپ ﷺ نے عورتوں، بچوں، بوڑھوں، راہبوں، پادریوں، تاجروں، کسانوں کو بھی دارالحرب میں دوران جنگ قتل کرنے سے منع کیا۔ فرمایا کہ چونکہ ان طبقات نے تم پر جنگ مسلط نہیں کی، تم پر گولی نہیں چلائی، لہٰذا تم بھی ان کو نہیں مار سکتے۔ جو تم سے براہ راست نہیں لڑ رہا، پرامن ہے خواہ مسلم ہے یا غیر مسلم تم انتقاماً ان کو نہیں مار سکتے۔

جب ایک غیر مسلم ملک کے کسی ایک پرامن شہری کو بھی قتل نہیں کرسکتے تو اس کے انتقام میں آپ اپنے ملک کے بہن بھائیوں، مسلمانوں کو کیسے قتل کرسکتے ہیں؟ اس کی دلیل میں قرآن مجید کا یہ فرمان ہے کہ

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى. (الانعام:١٦٤)

’’اور ہر شخص جو بھی (گناہ) کرتا ہے (اس کا وبال) اسی پر ہوتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا‘‘۔

ظلم کرنے والوں، حملہ کرنے والوں کو روکنا ان سے لڑنا درست مگر انتقاماً ان کے اور اپنے پرامن شہریوں کو مارنا کسی بھی طور جائز نہیں۔

دہشت گردی میں ملوث گروہ ظالمانہ اور غیر عادلانہ نظام کو جواز بنا کر مسلح جدوجہد کرنا اپنے لئے جائز سمجھتا ہے۔ اس طبقہ کی دلیل یہ ہے کہ ملک میں چونکہ ظالمانہ اور غیر عادلانہ نظام ہے اس لئے تلوار اٹھائی؟ کسی ملک میں اگرچہ ظالمانہ، غیر عادلانہ نظام موجود ہو مگر اس کے باوجود تلوار اٹھا کر اس ملک، ریاست، فوج اور عوام کے خلاف مسلح جنگ نہیں کرسکتے جب تک کوئی حکومت صراحتاً کفر کو نافذ نہ کردے، شعائر دین اور عبادات بند نہ کردے اس وقت تک ان کے خلاف مسلح جنگ نہیں کی جاسکتی۔ جب تک ان کے مسلمان رہنے کے حق میں کوئی تاویل بھی باقی ہے اس کے خلاف مسلح جنگ نہیں کی جاسکتی۔ پرامن جدوجہد کے طریقے ہیں، حکومت سے پرامن دباؤ کے ذریعے بات منوائی جاسکتی ہے۔

مفسرین، محدثین، فقہاء اور ائمہ کے ایک گروہ نے ایسی بغاوت کے ارتکاب کرنے والوں کو کفار اور مرتدین قرار دیا ہے۔ (ابن قدامہ، المغنی، ۹:۴)

لہٰذا ایسا شخص اگر مارا جائے تو اسے شہید نہیں کہا جاسکتا۔ کیا آپ نے شہادت کے درجے کو اتنا گھٹیا کردیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات سے بغاوت کو شہادت کا درجہ دے دیا ہے۔

محدثین، فقہاء اور ائمہ کے دوسرے گروہ کے مطابق تمام صحابہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسی بغاوت کا ارتکاب کرنے والوں کو قتل کیا جائے گا۔ جب باغیوں کو قتل کرنے کے حکم پر صحابہ کا اجماع ہے تو ایسے شخص کو شہادت کا درجہ دینا دین اور شریعت سے سراسر جہالت کے سواء اور کچھ نہیں ہے یا پھر سیاسی ایجنڈا ہے۔

تاریخ میں مسلح جدوجہد کا آغاز خوارج نے کیا جن کو حروریہ کہا جاتا ہے۔ اپنے مخالفین کو قتل کرنا ان کے ہاں جائز تھا۔ لاحکم الا للّٰہ کا علم بلند کر رکھا تھا کہ زمین پر اللہ کی حکومت چاہتے ہیں۔ یہ لوگ عبادات میں اپنی مثال آپ تھے۔ ظاہر اسلام کے مطابق تھا، اسلام پر گہرا عمل کرنے والے تھے، دین پر عمل کے اعتبار سے انتہا پر تھے۔ ان سارے اعمال کے باوجود انہیں قتل کرنے اور ان کے خلاف کاروائی کرنے کا حکم ہے اس لئے کہ یہ بے گناہ انسانیت، مسلمانوں کو قتل کررہے ہیں اور دوسروں کو بالاجماع کافر کہہ رہے ہیں۔

میں یہ بات پوری ذمہ داری سے قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں دوٹوک انداز میں کہتا ہوں کہ افواج پاکستان کے تمام افسران و جوان جو دہشت گردی

کے خلاف جنگ میں کام آئے وہ بلاشک و شبہ شہید ہیں۔ ان کی شہادت کو دنیا کے سامنے ثابت کرنے کے لئے کسی فتویٰ کی ضرورت نہیں ہے۔ فتوے جاری ہوتے ہیں، ان کے پیچھے خاص ایجنڈے منشور، سیاسی عوامل و محرکات، ذاتی عداوت و دشمنی ہوتی ہے۔ اس لیے فتویٰ صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی۔ فتویٰ قبول بھی ہوسکتا ہے اور رد بھی، مگر ایک فیصلہ وہ ہے جو کبھی رد نہیں ہوسکتا اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے۔ آپ ﷺ نے دہشت گردوں (حروریہ) کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''جو ان کے خلاف جنگ کرتے ہوئے شہید ہوجائے اس کو عام شہداء کے مقابلے میں 10 گنا زیادہ اجر ملے گا اور جہنم کے 7 دروازوں میں سے 3 دروازے ان دہشت گردوں (حروریہ) کے لئے مختص ہیں''۔

تاجدار کائنات کا فیصلہ دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کرسکتی۔ افواج پاکستان کے جوانو! آپ کو مبارک ہو، آپ ﷺ کو تاجدار کائنات نے شہید قرار دیا ہے، آپ کو کسی مُلّا کے فتویٰ کی حاجت نہیں ہے۔

پاکستانی فوج، پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت، ملک کی بقاء، سلامتی، ریاست کے امن کی بحالی اور ملک دشمن طاقتوں سے لڑنے کے لئے ہے۔ جب وہ ملک بچانے کے لئے جنگ لڑیں اور ایک طبقہ اس قسم کا انتشار پیدا کردے، ان کی قربانیوں پر سوالیہ نشان لگادے، ان کے حوصلوں کو نیچا کردے اور ان کو متنازع فیہ بنا کر ایک بحث کا آغاز کردے تو اس سے بڑا فتنہ و انتشار فکری اعتبار سے کوئی نہیں ہوسکتا۔ جو ہمارے دفاع کرنے والے ہیں، ہماری ذمہ داری ان کی اس جدوجہد کا دفاع کرنا ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے درجۂ شہادت قرار دیا ہے۔

جو صورت حال درپیش ہے اس میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ امریکہ کے ڈرون حملوں کے نتیجے میں یہ قتل ہوا ہے۔ اس لئے اس کو شہید کہا جائے گا؟ یہ دلیل بھی رد ہے اس لئے کہ اس صورت میں مرنے اور مارنے والے دونوں ظالم ہیں۔ ایک قاتل وہ ہے جس کے ہاتھ ہزارہا مسلمانوں اور بے گناہوں کے خون سے رنگے ہیں اور دوسری طرف بھی قاتل ہے۔ لہذا قاتل نے قاتل کو مارا، ظالم نے ظالم کو مارا، نہ مارنے والا غازی کہلائے گا اور نہ مرنے والا شہید کہلائے گا، دونوں کا درجہ ایک ہوگا۔

یہ مسئلے یونہی چلتے رہیں گے جب تک ہم اپنے دل سے خوف و ہراس اور لالچ کو ختم نہیں کردیتے۔ کچھ لوگ اس طرف غلامی میں ہیں اور کچھ لوگ دوسری طرف کی غلامی میں ہیں، کچھ اس سمت کے وفادار ہیں اور کچھ ان بڑی طاقتوں کے وفادار ہیں۔ سوچنا یہ ہے کہ پاکستان کا وفادار کون ہوگا۔ میرا فکر، پیغام اور منشور صرف ایک ہے کہ اگر قوم اس پر اکٹھی ہوجائے تو فتنے ختم ہوجائیں گے اور وہ یہ ہے کہ

No to America & No to Taliban

Yes only to Pakistan

پاکستان کو ایسی قیادت چاہئے جو جرأت کے ساتھ امریکہ کو No کہہ سکے، امریکہ سے بھیک مانگنے والے نہ ہوں، امریکہ کے سامنے بزدلی کا مظاہرہ کرنے والے نہ ہوں۔ بین الاقوامی سیاست میں کوئی ملک نہ مستقل دوست ہوتا ہے اور نہ ہی مستقل دشمن بلکہ قومی و ملکی مفادات کے مطابق پالیسی ترتیب دی جاتی ہے۔

پاکستان کے کسی بھی علاقے میں ملک کے دفاع اور امن کی بحالی کے لئے جو پاکستانی فوج کے جوان کام آرہے ہیں وہ شہید ہیں اور اس میں دوسری کوئی رائے نہیں۔

بلدیاتی انتخابات کا انعقاد؟

ملک کا ایک انتہائی اہم مسئلہ بلدیاتی انتخابات کا انعقاد بھی ہے جسے پچھلی حکومت بھی منعقد نہ کرواسکی اور موجودہ حکومت بھی نہ کروانے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ ان

بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کو موخر کرنے کے لئے ساری سیاسی جماعتیں اور حکومت ایک ساتھ نظر آتی ہیں اور اس کے لئے متفقہ طور پر قرار داد بھی قومی اسمبلی نے منظور کر لی ہے۔ جب ان کے مفادات کو زک پہنچتی ہے تو حکومت اور اپوزیشن سب مل کر ایک قرار داد لے آتے ہیں اور جب بات آتی ہے قومی، عوامی معاملات کی تو پاکستان کی سیاست اور پاکستان کی پارلیمنٹ تقسیم نظر آتی ہے۔ ملکی مفادات، طالبان کا مسئلہ، ڈرون حملے، نیٹو سپلائی، ان تمام چیزوں سے بڑھ کر عوامی مسائل مہنگائی، لوڈشیڈنگ ان پر یہ کبھی متفقہ قرار داد لانے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔

پاکستان کی ساری سیاست ٹوپی ڈرامہ ہے۔ لوگوں کو بیوقوف بنانے کا ایک تماشہ، کھیل اور میلہ ہے۔ انتخابات، جمہوریت، آئین اور اصولوں کے نام پر لوگوں کو بیوقوف بنایا اور لوٹا جاتا ہے۔ اندازہ کریں کہ گذشتہ ماہ اپوزیشن نے سینٹ کے اجلاس کا بائیکاٹ کرتے ہوئے سینٹ کی عمارت سے باہر گراؤنڈ میں احتجاجاً اجلاس کئے۔ ان کا احتجاج صرف اس بات پر تھا کہ وزیر داخلہ نے ڈرون حملوں میں مارے جانے والے معصوم شہریوں کی صحیح تعداد سے پارلیمنٹ کو آگاہ نہیں کیا بلکہ غلط اعداد و شمار پیش کئے گئے۔ دوسری طرف بلدیاتی انتخابات جنہیں پہلے ہی پانچ سال گزر چکے ہیں اور آئین پاکستان کی دھجیاں اڑ چکی ہیں، بلدیاتی انتخابات ہر حال میں کروائے جائیں، سپریم کورٹ کے اس حکم کے بخیے ادھیڑ دیئے ہیں اور ان انتخابات کے التوا کے لیے درخواست دے دی جسے بعد ازاں سپریم کورٹ نے منظور کرلیا۔ مزید ایک ماہ کی مہلت دیتے ہوئے انہیں ماہ جنوری میں کروانے کی ہدایات جاری کیں مگر اس پر بھی ہمارے حکمران مطمئن ہیں اور مزید التواء کے لئے حیلے بہانے تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔

مقام افسوس تو یہ ہے کہ ان بلدیاتی انتخابات کو ملتوی کروانے کے لیے تو وہ پارلیمنٹ کے اندر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف محض دکھلاوے کے لئے احتجاج بھی کرتے ہیں۔ جہاں ان کے اپنے سیاسی مفادات کے تحفظ کا معاملہ ہوتا ہے وہاں ایک ہوجاتے ہیں۔ ان کے اس ہتھکنڈے کو میں نے 23 دسمبر 2012ء کو مینار پاکستان کی تقریر میں "مک مکا" کا نام دیا تھا۔ اس ملک میں کوئی اپوزیشن نہیں، جب مک مکا کا معاملہ آتا ہے تو ایک ہی متفقہ قرار داد پاس ہو جاتی ہے۔ وزیر داخلہ کے اعداد و شمار غلط بتانے پر کیا آسمان گر گیا ہے، کیا اعداد و شمار صرف آج غلط بتائے ہیں؟ اس ملک میں تو ہمیشہ سے یہی طریق چلا آرہا ہے۔ ہر گورنمنٹ غلط بتاتی ہے، پچھلوں نے بھی ایسا کیا اور یہ بھی کررہے ہیں۔ قوم سے صرف جھوٹ بولا جاتا ہے، سچے اعداد و شمار تو بتائے ہی نہیں جاتے۔

کاش یہ لوڈشیڈنگ کے لیے باہر نکلے ہوتے۔۔۔ لوگوں کی جانیں جارہی ہیں اس کے لیے باہر نکلے ہوتے۔۔۔ عزت و مال محفوظ نہیں ہیں، اس کے لیے پارلیمنٹ ہاؤس سے باہر نکلے ہوتے۔۔۔ خودکشیاں ہو رہی ہیں اس کے لیے باہر نکلے ہوتے۔۔۔ اندھیر نگری ہے، رشوت کا بازار گرم ہے اس کے لیے باہر نکلے ہوتے۔۔۔ کوئی شخص محفوظ نہیں اس کے لیے باہر نکلے ہوتے۔۔۔ مہنگائی عروج پر ہے اس کے لیے باہر نکلے ہوتے۔۔۔ معاشی انحطاط پر باہر نکلے ہوتے۔۔۔ اس قوم کو تعلیم اور علاج معالجہ نہیں مل رہا اس کے لیے باہر نکلے ہوتے۔۔۔ اس ملک کے اٹھارہ کروڑ غریبوں، جوانوں، بیٹوں، بیٹیوں، اگلی نسلوں کے مستقبل، روزگار، ملک کی ترقی کے لیے باہر نکلے ہوتے۔۔۔ تو ان کا باہر نکلنا قابل ستائش ہوتا۔

یاد رکھیں! اگر پارلیمنٹ اسی طرح عوام کو سہولیات پہنچانے میں مسلسل ناکام رہی تو پھر ظلم، دھاندلی، نالائقی، جہالت، کرپشن اور لوٹ مار کے بازار کو ختم کر کے عدل و انصاف اور حقیقی جمہوریت کا نظام لانے کے لیے لوگ باہر نکلیں گے اور پھر عوامی طاقت کے

سامنے کوئی نہ ٹھہر سکے گا۔

سپریم کورٹ سے الیکشن کمیشن اور صوبائی حکومتوں نے بلدیاتی انتخابات کے انعقاد میں حائل من گھڑت مسائل و مشکلات کا ذکر کرکے انتخابات کو دسمبر کے بجائے جنوری کے آخر تک کروانے کا فیصلہ کروالیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا واقعتاً مسائل و مشکلات تھے یا کوئی اور کہانی ہے۔۔۔؟ یاد رکھیں! بلدیاتی انتخابات کو ملتوی کروانے کا مقصد یہ ہے کہ ابھی ان کی مرضی کے مطابق نتائج برآمد کروانے کے انتظامات اور مکینزم تیار نہیں ہوا۔ یہ انتخابات جمہوریت کے لیے ملتوی نہیں ہو رہے۔ اگر گراس روٹ لیول تک اختیارات کو منتقل کرنا ہوتا تو آئین پاکستان، بلدیاتی حکومتوں کے ملکی قانون اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے حکم کے تحت ایک مہینے میں الیکشن کردیئے جاتے مگر یہ حکمران اختیارات منتقل کرنا ہی نہیں چاہتے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتیں درحقیقت وسائل اور ملکی دولت کو نچلی سطح پر دینا ہی نہیں چاہتے۔ یہ تمام اختیارات و وسائل کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ نہیں چاہتے کہ وسائل ڈویژنز، اضلاع، تحصیلوں، یونین کونسلز میں جائیں۔ انہیں وسائل کے نیچے چلے جانے کے تصور سے ہی موت آتی ہے کہ ہائے یہ پیسہ نیچے چلا جائے گا، ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یہ مر جائیں گے مگر اپنے ہاتھ سے اختیارات اور وسائل نکلنے نہیں دیں گے۔ یہ نہیں چاہتے کہ اختیارات نیچے منتقل ہوں۔۔۔ decentralisation نہیں چاہتے۔۔۔ Devolution of power نہیں چاہتے۔۔۔ Devolution of authority نہیں چاہتے۔۔۔ Devolution of finances نہیں چاہتے۔۔۔ اور Devolution of resources نہیں چاہتے۔

یہ الیکشن اس وقت کروائیں گے جب دھاندلی کا مکینزم تیار ہوجائے گا۔ جب بلدیاتی الیکشن جیتنے کے سارے انتظامات مکمل ہو جائیں گے، دھن، دھونس، دھاندلی، بے ایمانی کے جملہ انتظامات کے حتمی ہونے تک یہ الیکشن نہیں کروائیں گے۔ اپنی حکومتیں نیچے بھی قائم کرنے اور وہ لوگ جو ان کے ورکر، وفادار، تابعدار، ملازم، غلام اور خوشامدی ہیں جب انہیں بلدیاتی سطح پر مقرر کرنے کا مکینزم تیار ہو جائے گا پھر یہ انتخابات کروائیں گے۔

جب الیکشن ہوجائیں گے تو نتیجتاً پنجاب حکومت، پنجاب کے بلدیاتی نظام پر غلبہ پاجائے گی۔۔۔ سندھ حکومت سندھ کے بلدیاتی نظام کی ناخدا ہوگی۔ KPK والے وہاں اپنی مرضی کے افراد لے آئیں گے۔۔۔ بلوچستان میں بھی حکمران صوبائی حکومت ہی قبضہ کئے ہوئے ہوگی۔۔۔

الغرض سب جماعتوں کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں۔ ان بلدیاتی انتخابات کو کروانا ان کے مفاد میں ہے، یہ صوبوں پر اپنی گرفت کو مزید مضبوط بنانے کے لئے انتخابات ضرور کروائیں گے مگر اس وقت جب اپنی مرضی کے نتائج کے حصول کے لئے ان کا مکینزم تیار ہوجائے گا اور انہیں من پسند نتائج کی ضمانت میسر آجائے گی۔ اس طرح صوبائی سطح پر بھی وہی حکمران ہوں گے اور بلدیاتی سطح پر بھی وہی براجمان ہوں گے۔

انتخابات بلدیاتی ہوں، یا صوبائی و قومی، یہ اس ملک کا حل نہیں ہیں۔ کرپٹ، غیر قانونی و غیر آئینی الیکشن کمیشن حل نہیں ہے۔ حل اس پورے نظام کو اکھاڑ پھینکنا ہے اور ایک نیا نظام دینا ہے۔ جس نظام کے تحت 35 صوبوں پر مشتمل پاکستان ہو۔ ہر ڈویژن کو ایک صوبہ بنایا جائے اور موجودہ صوبوں کے اختیارات کے مالی وسائل جو صرف وزیراعلیٰ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں وہ نیچے تمام ڈویژن تک تقسیم ہوجائیں تاکہ ہر شخص کو بنیادی ضروریات، عدل و انصاف، تعلیم وصحت اس کی دہلیز پر میسر آسکیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہم کیا بلکہ ہماری آنے والی نسلیں بھی انہی حالات کا سامنا کرتی رہیں گی۔

❀❀❀❀❀

شیخ الحدیث حضرت علامہ معراج الاسلام کی علمی خدمات
کے اعتراف میں منعقدہ تقریب کا اہتمام

محترم شیخ الحدیث کا علمی و فکری اظہار خیال

اس تقریب کی فارمیلٹی پوری کرنے کے لئے، سمع خراشی کی بجائے، میں چاہتا ہوں، کوئی ایسی بات کہوں جس میں کوئی معنی خیز پیغام اور معنویت ہو، اس کے لئے جو موضوع منتخب کیا ہے، وہ ہے۔

''تحریک تجدید واحیائے دین کے اولین ایام کی یادیں''

حضرت شیخ الاسلام کی شخصیت کے بارے میں باتیں ہوں گی اور حضرت شیخ الاسلام کے والد گرامی حضرت فریدالملت فریدالدین قادریؒ کے بارے میں بھی جو شیخ الاسلام گر ہیں۔ ان ہی دو شخصیتوں کے ذکر میں سب کچھ آ جائے گا۔

33سال پیشتر جھنگ کی مردم خیز سرزمین سے ایک دلنشین و باوقار اور شان تجدید واحیاء دین کی علم بردار، ایک لطیف ترین آواز گونجی، جس نے ایک عالم کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ ارباب فضل و کمال علماء، اصحاب دلق و سجادہ صلحاء، اور دانشور صحافی، سب ششدر رہ گئے۔ اس آواز میں اتنی کشش اور انفرادیت تھی کہ کوئی طبقہ بھی اسے نظر انداز نہ کرسکا اور حیرت و استعجاب کے عالم میں اس کے ماضی و حال اور مستقبل کا جائزہ لینے لگا۔ اس آواز میں علمیت کا وقار، روحانیت کا نور اور اسلوب اظہار میں انفرادیت کا بانکپن، نرالی شان کے ساتھ جلوہ گر تھا جسے شدت سے محسوس کیا گیا اور کوئی طبقہ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہا۔ نئی ابھرنے والی اس آواز میں اتنی کشش اور جاذبیت تھی کہ اہل ہنر کے لئے اس سے صرف نظر کرنا ممکن ہی نہ رہا۔ چنانچہ ہر طبقہ کے ماہرین اور انقلابی تحریکوں کے اتار چڑھاؤ اور نشیب و فراز پر گہری اور دور رس نظر رکھنے والوں نے اس حیرت انگیز انقلابی آواز اور تحریک کے بارے میں (جو مستقبل قریب میں عالمگیر تحریک بننے والی تھی) بڑی سنجیدگی سے سوچنا اور اس کی علمی و فکری گہرائی کا جائزہ لینا شروع کردیا اور احیاء دین کی تمام تحریکوں کے تناظر میں جذباتی وابستگی سے بالا تر ہوکر خالص زمینی حقائق کی روشنی میں یہ حسین و یقین افروز زبردست پیش گوئی کی کہ مستقبل میں اس فکری تحریک کو جو پذیرائی نصیب ہوگی، کوئی سطحی علم رکھنے والا اس کا ادراک نہیں کرسکتا کیونکہ اس کے پیرو کار امت رسول ہاشمی ﷺ کے وہ جان دینے والے پروانے ہیں جن کی روح میں اللہ و رسول ﷺ کی محبت رچ بس چکی ہے اور اب وہ کسی طرح بھی اس نعمت عظمیٰ سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں۔

جب تحریک کی اٹھان تھی تو مشہور دانشور صحافی جناب مجیب الرحمٰن شامی نے اس شان تجدید و احیاء کی انفرادیت کو اپنی بصیرت سے بھانپ لیا جو محسوس ہونے والی برکت کے روپ میں تھی اور پھر اس کا برملا اظہار کردیا کہ

''ہر بڑے ادارے کو اپنے منصوبوں کی تکمیل

کے لئے بھاری بھرکم وسائل کی ضرورت ہوتی ہے مگر منہاج القرآن کی انفرادیت یہ ہے کہ اسے اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لئے وسائل کی دریوزہ گری نہیں کرنا پڑتی بلکہ وسائل خود منصوبوں کے دربار میں دست بستہ حاضر ہوجاتے ہیں کہ ہمیں جس طرح چاہیں استعمال کریں''۔

صرف صحافی حلقے ہی نہیں بلکہ علمی و فکری شخصیات بھی عقائد و نظریات کے تحفظ کے لئے اس توانا آواز پر سجدۂ شکر بجا لائیں۔

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہؒ کو کورٹ میں اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے بھیرہ شریف سے باہر جانا آنا پڑتا تھا۔ ایک دفعہ وہ لاہور سے اپنے آبائی گھر بھیرہ شریف تشریف لائے تو ان کی پیشانی سے شادمانی کی شفق پھوٹ رہی تھی۔ میں اس کا سبب معلوم کرنے کے لئے متوجہ ہوا تو فرمانے لگے:

''ایک جوان رعنا جھنگ سے لاہور وارد ہوا ہے جو عبقری دل و دماغ اور حیرت انگیز فہم و بصیرت کا مالک ہے۔ اس کا اسلوب بیان اور عقائد کو پیش کرنے کا انداز ایسا حکیمانہ اور آسان ومتوازن ہے کہ آیات واحادیث کا مفہوم ذہن میں راسخ ہوجاتا ہے اور ہر بات دل میں اتر جاتی ہے۔ پہلے تمام طبقے اس فکر کو سطحیت کا طعنہ دیا کرتے تھے اور اس سوچ کے علم برداروں کو ان پڑھوں کا ٹولہ گردانتے تھے، مگر اب اس سوچ میں تبدیلی آگئی ہے۔ ہم خیال اہل علم بے حد خوش ہیں کہ اس نے ہماری فکر کو نئی روشنی اور توانائی بخشی ہے اور ہمارے سامنے متوازن وثقہ دلائل کا انبار لگادیا ہے۔ اب علم ودیانت سے بہرہ ور کسی بھی شخص کے لئے ان علمی دلائل کی قوت وثقاہت کو نظرانداز کرنا ممکن نہیں رہا''۔

حضرت ضیاء الامت کا فرمانا حرف بحرف درست ثابت ہوا۔ آج دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ منہاج القرآن نے اہل سنت کے عقائد و نظریات کو اتنا سہارا اور سنبھالا دے دیا ہے کہ اب وہ کسی بھی محفل میں کسی بھی شخص کے سامنے بات کرسکتے اور اس کو اپنا موقف سمجھا سکتے ہیں۔

حضرت فرید الملت کی ملت نواز شخصیت

اولین ایام کی چند یادیں بطور تبرک ذکر کرنے کے بعد، اب جناب شیخ الاسلام کے والد گرامی کی شخصیت پر ایک نظر ڈالتا ہوں کہ وہ اپنے عظیم بیٹے کو کیا بنانا چاہتے تھے۔۔۔؟ کیا یہ محض حسنِ اتفاق تھا کہ وہ شیخ الاسلام بن گئے یا اس میں حضرت کے والد کی بے نظیر تربیت کا عمل دخل بھی تھا۔۔۔؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو اعلیٰ و ارفع مقام کا مالک ہی بنانا چاہتے تھے اور اپنے اخلاص کی بدولت اس منفرد علمی کاوش میں کامیاب بھی ہوگئے۔ انہی کی تربیت کا اثر ہے کہ قوم کو ایسا تراشیدہ ہیرا میسر آگیا جس کی شعاعیں اب آفاق عالم کو منور کررہی ہیں۔

دور اندیشی اور بصیرت کسی کی میراث نہیں، اللہ جس کو چاہے اس کی فراواں مقدار بخش دے اور اس کے لئے فہم و فراست کے دروازے کھول دے اور اسے اس قابل بنادے کہ وہ کوزے میں دریا بند کردے۔

کسی چیز کو مثال سے واضح کرنا ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے بات کی تفہیم بہت آسان ہوجاتی ہے، اس لئے پہلے میں ایک مثال کا سہارا لیتا ہوں۔

ایک مائی کی دانائی کی بات بڑی مشہور ہوگئی جب وہ اپنے پیرو مرشد کے سامنے گئی اور عرض گزار ہوئی کہ میری بینائی کمزور ہوگئی ہے، میرے بیٹے کے ہاں اولاد نہیں اور گھر میں بڑی تنگدستی ہے۔ نگاہ کرم فرمائیں۔

مرشد گرامی نے کہا: مائی جی! ایک چیز مانگ لو، مل جائے گی۔ بوڑھی مائی نے کہا: ٹھیک ہے میں ایک ہی چیز مانگ لیتی ہوں۔ حضور! میں چاہتی ہوں کہ اپنی آنکھوں سے اپنے پوتے کو سونے کے چمچے کے ساتھ کھاتا ہوا دیکھوں۔

مرشد گرامی اس مائی کی دانائی، حاضر دماغی اور برجستہ جواب سے بہت خوش ہوئے جس نے ایک ہی

سوال میں سب کچھ مانگ لیا تھا۔ پوتا بھی، آنکھیں بھی اور مال ومتاع بھی۔

حضرت شیخ الاسلام کے والد گرامی، جناب فریدالملت اپنے وحید العصر، نابغہ روزگار، یگانہ و یکتا بیٹے کی طرح حکمت و بصیرت سے بہرہ ور، روحانیت سے آراستہ، فیضان ولایت کے پروردہ، نباض عصر حاضر اور صاحب نسبت و تقویٰ بزرگ تھے۔ اللہ نے حکمت جسمانی کے ساتھ آپ کو حکمت باطن اورفہم و بصیرت کی دولت بھی فراوانی کے ساتھ عطا فرمائی تھی۔ آپ نے جس تدبر، احتیاط اور شعور و بصیرت کے ساتھ اپنے فرزند ارجمند کی تربیت فرمائی اور انکے ظاہر و باطن، صورت و سیرت، تقویٰ و طہارت، اورادو وظائف اور باطنی احوال و مقامات کا خیال رکھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ شروع ہی سے عالیشان بیٹے کو شیخ الاسلام ہی بنانا چاہتے تھے۔ اس لئے ان پر بھرپور توجہ دی اور ان کے لئے دینی اورعصری علوم کا اعلیٰ انتظام فرمایا۔ آہ سحر گاہی اور دعائے نیم شبی کے جلو میں انہیں پروان چڑھایا اور ہر وہ سہولت مہیا کی جو محبوب اعظم رسول کریم ﷺ کی پیاری امت کی دینی، دنیاوی اور روحانی رہنمائی اور اعلیٰ قیادت کا فریضہ انجام دینے کے لئے ضروری تھی اور ہر طرح کی تعلیمات سے آراستہ کر کے ایسے عروج اور اوج کمال تک پہنچایا کہ شیخ الاسلام بنادیا۔

فرید ملت کی انمول شخصیت الماس ہشت پہلو تھی اور اس کا ہر پہلو مانند آفتاب درخشاں تھا۔ وہ گنجِ شائیگاں، یعنی ملت کے مقدر کا ستارہ اور بلاغت کی زبان میں عروج و اقبال کا استعارہ تھے۔ وہ دیوانگی کی حد تک اس امت کو چاہتے تھے اور دنیا بھر کی راحتیں اور آسائشیں اس کے قدموں میں ڈھیر کرنے کے متمنی تھے، مگر ان کا دانا و بینا دل اور روشن آنکھیں سیاسی افق پر جو منظر نامہ دیکھ رہی تھیں ان میں اسے دیکھنے کی تاب نہ تھی۔ ان کی دور رس نظروں نے بھانپ لیا تھا کہ قومی نمائندوں کے روپ میں جو سر پھرے، کیڑوں مکوڑوں کی طرح سرگرداں ہیں وہ ایک آوارہ ہجوم سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے، جن سے خیر و فلاح، ملکی استحکام اور تعمیری کام کی کوئی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ وہ صرف ذاتی اغراض کے بندے، اقتدار کے پجاری اور دولت کے بھکاری ہیں۔ انہیں قوم، اس کی عزتِ نفس اور اس کی ترقی وخوش حالی سے کوئی دلچسپی نہیں۔

حضرت فرید ملت قوم و وطن کے خیر خواہ اور اس کے فروغ و استحکام کے طالب تھے اس لئے وہ اپنے خوبصورت جنت نظیر وطن کی ابتری اور بربادی کو نہ دیکھ سکے چونکہ نباض عصر حاضر اور دور اندیش مخلص دیدہ ور تھے اس لئے اپنی سوچ کے مطابق بے شعور عوام کے ذہنوں میں انقلاب لانے کا فیصلہ کرلیا۔ طب کا قانون یہ ہے کہ مرض جتنا پیچیدہ اور پرانا ہو، اس کے علاج کے لئے بھی اتنی ہی طویل مدت درکار ہوتی ہے، اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ کامیاب ماہر طبیب اس کے لئے جو دوا تجویز کرتا ہے وہ اکسیر خاص ہوتی ہے، چاہے اس کی تیاری میں سالہا سال لگ جائیں۔

حضرت فریدالملت کی حقیقت بیں نگاہوں کے سامنے قومی امراض کے کوہ گراں کھڑے تھے، بدعنوانی، تنگدستی، رشوت، مہنگائی وحشیانہ لوٹ مار خیانت و بددیانتی، فرض ناشناسی و خودغرضی، ظلم و جبر، دغا بازی اور دھاندلی یہ وہ مہلک اور خوفناک بیماریاں تھیں جو کینسر کی طرح قوم کی صحت اور دولت کو چاٹ رہی تھیں۔ انہوں نے عوام کا گوشت نوچ لیا اور خون چوس لیا تھا اور کسی میں اتنی سکت ہی نہیں چھوڑی تھی کہ وہ سکھ کا سانس ہی لے سکے۔ سب بیماریاں بڑی جان لیوا اور مہلک ترین تھیں۔

حضرت مسیحائے قوم فریدِ وحید، تمام امراض کے اسباب شناس بھی تھے اور ان کا طویل المدت علاج بھی جانتے تھے۔ کمال یہ ہے کہ دانا مائی کی طرح سب قومی بیماریوں کا ایک ہی علاج تجویز کیا جو بہت ہی خاص

اور اکسیر اعظم تھا۔ وہ جان گئے تھے کہ سوئی ہوئی مجبور اور بے کس و لاچار قوم بھولی بھالی آوارہ بھیڑوں کا ایک گلہ ہے جس کا کوئی رکھوالا نہیں اور اس کی سب سے بڑی بیماری اس کا بھولپن یا اس کی غربت اور جہالت ہے۔ یہ اپنے ہاتھوں سے ووٹ دے کر خونخوار بھیڑیوں کو اپنے اوپر مسلط کرلیتی ہے جو اسے مردار خور گدھوں کی طرح نوچتے اور سانپوں کی طرح اس کا خون چوستے ہیں۔ یہ بھولی قوم، نااہل لوگوں کو نجات دہندہ سمجھ کر سر پر بٹھالیتی ہے جو اسے مہنگائی، غربت و افلاس، رشوت و خیانت اور وحشیانہ لوٹ مار کے بھنوروں میں پھنسا دیتے ہیں جن کی گہرائی اور گردابوں سے وہ نکل ہی نہیں سکتی اور نیچے کی طرف ڈوبتی ہی چلی جاتی ہے۔ یہ نہنگ و عفریت، یہ زہریلے سانپ، یہ خونخوار بھیڑیئے اس کے اپنے ووٹ ہیں جو یہ اپنے ہاتھوں سے انہیں خوشی خوشی دیتی ہے، پھر سسک سسک کر روتی ہے اور ساری زندگی آہیں بھرتی رہتی ہے۔

حضرت فرید الملت نے اپنی قوم کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کرنے کے لئے اصلی اور حقیقی مسیحا کی تلاش شروع کردی، اور جب وہ مل گیا تو پھر سالہا سال تک بڑے صبر واستقلال کے ساتھ اس کی علمی وفکری تربیت میں لگے رہے، اور اسے عصری و دینی علوم سے آراستہ و پیراستہ کر کے قابل رشک انسان، اور شیخ الاسلام بنا دیا۔

ایسا عظیم انسان اور شیخ الاسلام بنانے کیلئے کتنا خون جگر صرف کرنا پڑتا ہے یہ کوئی فرید ملت ہی جانے۔ چونکہ اپنے شیخ الاسلام کے وہ خود ہی مربی و سرپرست تھے اور محنت و ریاضت اور بڑی امنگوں کے ساتھ ان کو بنایا، سنوارا اور آراستہ و پیراستہ کیا تھا اس لئے اپنے شاہکار کو ہر لحاظ سے اکمل وحسین پا کر مطمئن ہوگئے۔

مطمئن اس لئے ہوئے کہ ان کی بھولی بھالی قوم کو ایک ایسے ہی مخلص، دانا و بصیر اور جرأت مند رکھوالے کی ضرورت تھی، جو انہیں بھی جرأت و بہادری، فہم وبصیرت اور شعور وآگہی دے سکے، انہیں انسان شناس اور دور اندیش بنادے اور وہ سب لوگ اس گناہِ کبیرہ سے بچنے کا شعور حاصل کرلیں، جس کا وہ انتخاب کے موقع پر ہمیشہ ارتکاب کرتے ہیں، جھوٹے وعدوں کے فریب میں آ کر اور نااہلوں کو ووٹ دے کر انہیں اپنے سروں پر سوار کرلیتے ہیں، پھر وہ ان پر قیامتیں ڈھاتے اور ان کے لئے بھڑکتے جہنم تیار کرتے ہیں اور گردابِ ہلاکت میں پھینک کر، مجبوری و بے کسی کے مارے ہوؤں کے ڈوبنے کا تماشا دیکھتے ہیں۔

حضرت فرید الملت نے سبق یہی دیا ہے کہ آج کے دور میں نااہل کو ووٹ دینا بہت بڑا گناہ ہے، انسان دنیا ہی میں مصائب و آلام کے بھنور میں پھنس جاتا ہے، سرکار نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة

”جب زمام اقتدار نااہل کے ہاتھ میں دے دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو“۔

یعنی نااہل کے ہاتھ میں حکومت آجانا بذات خود

سوشل میڈیا پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے پیغام کو فروغ دیں

انگلش معلومات کیلئے: Follow TahirulQadri
اردو معلومات کیلئے: Follow TahirulQadriUR
لکھ کر 40404 پر SMS بھیجیں

www.facebook.com/TahirulQadri Like Share Comment

www.twitter.com/TahirulQadri Retweet Favorite Reply

www.minhaj.org E-mail: news@minhaj.org

ایک قیامت ہے، وہ عوام پر قیامتیں ڈھانے لگ جاتا ہے۔

اے نگار وطن کے لوگو!

حضرت فرید الملت نے قومی تباہی کا ازالہ کرنے اور مزید تباہی سے بچانے کیلئے حضرت شیخ الاسلام کے روپ میں تمہیں ایک ایسا مسیحا دیا ہے، جس کی مسیحائی سے شعور و آگہی کی خالص اکسیر حاصل کرکے ،تم ہوش ربا گرانی، دانستہ پیدا کردہ افلاس و غربت ،قومی اداروں اور خزانوں کی ملی بھگت سے لوٹ مار، اور غریب کو غریب تر بنانے کی سازش اور ان جیسی اور مہلک بیماریوں اور ایک آباد جہان کو ویران کر دینے والی خوفناک بیماریوں سے نجات حاصل کرسکتے ہو۔ وہ کینسر نما بیماریاں، تمہارا افلاس زدہ کالا سیاہ اور میلا کچیلا خون چوستی ہیں اور تمہیں بلکنے، بلبلانے اور آہیں بھرنے کیلئے چھوڑ دیتی ہیں اور تم کلیجہ تھام کر بیٹھ جاتے ہو۔

اے وطن کی مٹی کے بھولے لوگو! ہوش میں آؤ، گھسے پٹے مہروں سے نجات حاصل کرو جو ووٹ لے کر، صرف پھنکارتے، ڈستے اور ملک کو بیچتے اور تباہ و برباد کرتے ہیں، استحکام اور تعمیری کام کی شکل میں عوام کو کچھ نہیں دیتے۔

اے سچے نبی کی امت کے سچے اور سادہ لوح انسانو! تمہاری بربادی اور قومی بیماری کا سبب، صرف تمہارا بھولپن، بے حسی اور بے شعوری ہے۔ اپنے مسیحا سے علم وحکمت، فہم وفراست، اور بیداری شعور کی خیرات لو اور اپنے وطن کو سرسبز وشاداب، مثالی اور خوبصورت بناؤ، اور ہر نعمت و برکت سے خالی جھولیاں بھرلو۔

یاد رکھو! اگر حضرت فرید الملت کی سالہا سال کی محنت و ریاضت سے تیار کی ہوئی خالص روحانی اکسیر یعنی شیخ الاسلام کو نہ پہچانا، ان کی بے قدری کی اور ہر انتخاب کے موقع پر اسی طرح نادانی کرکے نااہلوں کو لاتے رہے اور مثبت تبدیلی نہ لائے تو یاد رکھو :

’’تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں‘‘

اللہ خیر کرے۔ ❁❁❁❁❁

قائد ڈے نمبر فروری 2014ء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 63 ویں سالگرہ کے موقع پر حسب روایت امسال بھی ماہنامہ منہاج القرآن قائد ڈے نمبر شائع کرنے کا اعزاز حاصل کررہا ہے۔ یہ شمارہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قومی و بین الاقوامی سطح پر امن ومحبت کے فروغ اور بیداریٔ شعور کیلئے کی جانے والی ہمہ جہتی خدمات پر مشتمل ہوگا۔

اس سلسلے میں آپ بھی ماہنامہ منہاج القرآن کو اپنی خصوصی معیاری تحریریں بھجواسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں قائد ڈے کے موقع پر آپ کی طرف سے **مبارکبادی پیغامات** کی صورت میں اشتہارات کی بکنگ بھی جاری ہے۔

آپ اپنی تحریر، مضامین اور اشتہارات سے متعلقہ اشاعتی مواد مورخہ 5 جنوری 2014ء تک ماہنامہ منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور ارسال فرمائیں۔

فون: 042-111-140-140 Ext-128

مصطفوی ورکرز کنونشن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

پاکستان عوامی تحریک لاہور کے زیر اہتمام 4 نومبر 2013ء کو مصطفوی ورکرز کنونشن مرکزی سیکرٹریٹ میں منعقد ہوا۔ جس میں چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور، صدر پاکستان عوامی تحریک محترم شیخ زاہد فیاض، محترم آغاز مرتضیٰ پویا، امیر لاہور محترم ارشاد احمد طاہر اور دیگر مرکزی و ضلعی قائدین نے شرکت کی۔ لاہور تنظیم کی جملہ ذیلی تنظیمات، عہدیداران، مرد و خواتین اور کارکنان نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مصطفوی ورکرز کنونشن سے امیر لاہور ارشاد احمد طاہر اور دیگر مرکزی و ضلعی قائدین نے خطابات کئے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مصطفوی ورکرز کنونشن سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا:

مملکت خداداد پاکستان اور اس کے کروڑوں عوام اپنے حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور ایک فیصلہ کن جدوجہد کے لئے تیار ہوجائیں۔ پاکستان کا قیام طویل جدوجہد اور لاتعداد قربانیوں سے ممکن ہوا۔ قربانیاں دینے کا مقصد یہ تھا کہ عوام کو باعزت زندگی مہیا کرنے والا ملک نصیب ہوگا۔ جہاں لوگوں کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے تحت عدل وانصاف ملے گا، جہاں امیر اور غریب کے درمیان فاصلہ کم سے کم ہوگا مگر ہماری بدقسمتی کے 66 برس سے مخصوص اور کرپٹ مافیا اس ملک پر قابض ہے جنہوں نے ملک کے لئے قربانیاں دینے والوں کی قربانیاں ضائع کردیں۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ عوام کو خبر نہیں کہ لاکھوں قربانیوں کے نتیجہ میں معرض وجود میں آنے والا ملک عالمی طاقتوں کے ہاتھوں گروی رکھ دیا گیا ہے۔

اگر قوم اپنے ملک کو آزاد ملک دیکھنا چاہتی ہے تو قیادت کو بدلنا ہوگا۔ اس ملک کو ایسی باغیرت قیادت چاہیے جو کسی کی آنکھ میں آنکھ ملاکر No کہہ سکے۔ وہ قیادت چاہیے جس کی نظر میں اسلام، پاکستان اور غریب عوام کا تقدس موجود ہو۔ ہمارے ہاں آئین پاکستان، جمہوری روایات اور عوامی حقوق پر ہر روز نت نئے انداز سے ڈاکہ ڈالا جارہا ہے۔ مہنگائی، بے روزگاری، خودکشیاں وخودسوزیاں اپنی انتہا پر ہیں۔۔۔حکومتی سطح پر کرپشن بھی بدترین سطح پر پہنچ چکی ہے۔۔۔حقیقی جمہوریت دور دور تک نظر نہیں آتی۔۔۔ عدل و انصاف نام کی کوئی چیز گویا سرے سے موجود ہی نہ تھی۔

ہمارے ساتھ جن ملکوں نے آزادی پائی انڈیا، چائنہ، ساؤتھ کوریا، ملائیشیا تمام کے تمام ترقی یافتہ ملکوں میں بدل چکے ہیں جبکہ ہماری صورت حال افریقہ کے انتہائی آخری درجے کے ملکوں کے برابر ہے۔ یورپ اور مغربی دنیا کی ساری ترقی تاجدار کائنات سیدنا محمد ﷺ کے قدموں کے خیرات ہے۔ مگر اُسی رسولِ عربی ﷺ کو ماننے والوں کا ملک اپنوں ہی کے ہاتھوں ذلت وزوال کا شکار ہے۔

پاکستان کے حالات 66 سال میں جس حال پر پہنچ چکے ہیں، اس سے اگلا سال ان سے بھی بدتر ہوگا۔ مجھے ڈر ہے کہ دہشت گرد پورے ملک پر قابض نہ ہوجائیں کیونکہ اس قسم کا کرپٹ سسٹم دہشت گردی کو فروغ دے گا۔ یہ ملک اللہ اور رسول ﷺ کا عطیہ ہے جسے ہم نے کلمہ کے نام پر حاصل کیا۔ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے ہم نے وعدہ کیا تھا کہ اس ملک میں ایسا معاشرہ قائم کریں گے جو معاشرہ تاجدار کائنات ﷺ کے قائم کردہ مدینہ کی طرز پر ہوگا۔۔۔ جہاں ہر شخص کی جان اور مال اور عزت محفوظ ہوگی۔۔۔ ہر شخص کے لئے ترقی کے مواقع موجود ہوں گے۔۔۔ ہر شخص

کے لئے برابری ہوگی۔۔۔مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا۔

مصطفوی کارکنان! ایسے نظام کو نافذ کرنے کے لئے اس موجودہ نظام سے بغاوت کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ آئین پاکستان کی قدروں کو اگر عملی شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں تو پرامن انقلاب کی طرف بڑھنا ہوگا۔ اس کے لئے اپنی تیاریاں مزید تیز کردو۔ پُرامن انقلاب و سبز انقلاب ہماری منزل ہے۔ میں پرامن انقلاب پر زور اس لئے دیتا ہوں کہ ہم نے دنیا کو مثال دینی ہے کہ لانگ مارچ کے وقت ایک قطرہ خون کا نہیں بہا، پتا بھی نہیں ٹوٹا، ان شاء اللہ اب کی بار بھی ایک Record قائم کریں گے۔ جب ایک کروڑ نمازی اٹھیں گے تو ملک بھر میں پُرامن انقلاب مارچ ہوں گے۔ ہمارے انقلابی نمازیوں کے ہاتھوں کسی کی جان تلف نہیں ہوگی، کسی ایک چیز کو بھی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ دنیا دنگ رہ جائے گی کہ سرزمین پاکستان پر اتنا پرامن انقلاب آیا ہے کہ کسی کو ایک معمولی سا زخم بھی نہیں دیا۔

کارکنان تنظیمی سطح پر مضبوطی و استحکام پیدا کریں، یونٹس، یونین کونسلز اور گلی و محلّہ تک کی سطح تک تنظیم سازی کریں۔ دس دس افراد کے گروپ بنائیں۔ آقا ﷺ نے اپنی سوسائٹی کو دس دس کے Units میں تقسیم فرمایا تھا اور دس دس افراد پر ایک انچارج بنایا تھا۔ جب آپ انقلاب کے لئے نکلیں تو ہر ایک شخص دس آدمیوں کا انچارج ہو جو ان کو ملنے والی جملہ ہدایات کے مطابق منظّم کرے۔ ایک منظّم پرامن فوج کی تیاری کے لئے تمام کوششیں بروئے کار لائیں۔ ایک ایسا نظم پیدا کریں کہ دنیا پچھلے لانگ مارچ کا نظم بھی بھول جائے۔ میں پوری اقوام عالم کو یہ پرامن نظم کا نظارہ دکھانا چاہتا ہوں۔

تحریک کے کارکنان کا ہتھیار امن، نظم، اتحاد اور قربانی ہے۔ یہ قربانی اللہ اور اس کے رسول ﷺ، وطن، اگلی نسلوں، عالم اسلام کو عظیم قیادت کی فراہمی، اس ملک کو استحصالی اور سامراجی غلامی سے نجات دلانے اور ملک کو حقیقی آزادی دلانے کے لئے دینا ہوگی۔

ہم نے مینار پاکستان پر ہونے والی عالمی میلاد کانفرنس کے سالانہ پروگرام کو امسال Decenterlize کردیا ہے۔ لاہور کی تنظیمات کی تیاریوں کا ایک جائزہ اور نظارہ میں 12 ربیع الاول کو مینار پاکستان پر دیکھنا چاہتا ہوں۔ تحصیلی و ضلعی سطح پر تنظیمات میلاد کانفرنسز منعقد کریں گی۔ ہر جگہ آپ کے انقلاب کی طاقت دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے انقلابی کارکن کس حد تک تیار ہوچکے ہیں۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کے زیر اہتمام بنگلور (انڈیا) میں عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد ہورہا ہے۔ میں اس کانفرنس میں شرکت کروں گا اور وہاں سے نشر ہونے والا خطاب براہ راست پاکستان کے تمام تحصیلی و ضلعی سطح پر منعقد ہونے والی میلاد کانفرنسز کے شرکاء سماعت کریں گے۔ میں انٹرنیٹ کی جدید ترین سہولت کے ذریعے پاکستان کے تمام شہروں میں ہونے والے پروگرامز کو وہاں سکرین پر دیکھوں گا۔ لہذا صرف لاہور کے لوگ مینار پاکستان کو 23 دسمبر بنادیں، یہ آپ کے لئے چیلنج ہے۔

یاد رکھیں! وقت نہایت کم ہے اچانک کال آئے گی، پوری قوم کو انقلاب کے لئے تیار کرنا ہے اور صبح انقلاب یا صبح شہادت کا عزم لے کر آنا ہے۔

ملک کے ایک ایک بچے جوان، عورتوں، بہن بھائیوں کو تیار کریں۔ پوری سوسائٹی کو لے کر نکلیں۔ اگر کروڑ افراد پہلے نکلے ہیں تو ایک کروڑ مزید افراد کا دستہ ان کے پیچھے تیار ہو۔ ہم پرامن ہیں، اول تا آخر پرامن رہیں گے۔ ہم نے معاشرے کے ہر طبقہ کو ساتھ لینا ہے۔ امیر، غریب، تاجر، علماء، مشائخ، صنعت کار، طلباء، وکلاء، ڈاکٹرز، انجینئرز الغرض تمام طبقات کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ اس لئے معاشرہ کے ہر طبقہ کے ہر فرد تک اس ظالمانہ و فرسودہ نظام سے بغاوت کا پیغام پہنچایا جائے اور انہیں عملی طور پر تیار کیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کی مدد و نصرت نازل ہوگی اور پاکستان کا مستقبل روشن ہوگا۔ ❁❁❁❁❁❁❁

شہادت امام حسینؓ کانفرنس۔۔۔شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب

منہاج القرآن علماء کونسل کے زیر اہتمام ''شہادت امام حسینؓ کانفرنس'' مرکزی سیکرٹریٹ میں منعقد ہوئی جس میں چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، مرکزی امیر محترم صاحبزادہ فیض الرحمان درانی، خطیب بادشاہی مسجد محترم علامہ عبد الخبیر آزاد، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور، محترم علامہ صادق قریشی، صدر PAT محترم شیخ زاہد فیاض، مشائخ وعلماء کرام، مرکزی وضلعی قائدین اور عوام الناس نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر خطیب بادشاہی مسجد محترم علامہ عبدالخبیر آزاد، محترم علامہ فرحت حسین شاہ نے بھی خطابات کئے۔ نقابت کے فرائض محترم علامہ محمد حسین آزاد نے ادا کئے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے وڈیو لنک کے ذریعے کانفرنس سے خصوصی خطاب کیا۔ آپ نے خطاب کرتے ہوئے کہا:

کربلا کے ریگزار سے امام حسین علیہ السلام نے امت مسلمہ کو جو شعور عطا کیا وہ قیامت تک پوری انسانیت کو دائمی امن، سلامتی، جمہوریت اور انصاف کی چھاؤں دیتا رہے گا۔ امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام نے ملوکیت اور آمریت کے خلاف ایسی آواز بلند کی جس کی بازگشت 14 صدیوں بعد بھی سنائی دے رہی ہے۔ انہوں نے جو شعور دیا وہ حق کا استعارہ بن کر انسانیت کا سرفخر سے بلند رکھے گا۔ آپ علیہ السلام نے ہرگز بغاوت نہیں کی، نہ مسلح ہوئے اور نہ ہی کسی مقام پر قبضہ کیا۔ دین کی مٹتی قدروں کو بچانے کیلئے آپ علیہ السلام پرامن جدوجہد کیلئے نکلے۔ آپ علیہ السلام کا مقصد دین کی مٹتی ہوئی قدروں کو بچانا تھا۔ آپ علیہ السلام کی شہادت نے ثابت کر دیا کہ دین کا نظم سب سے بڑھ کر ہے۔

آج بھی ظالم قوتیں اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کیلئے نئے نئے فتنوں کو جنم دے رہی ہیں۔ مسلکی اور فرقہ ورانہ بنیادوں پر مسلمانان عالم کو تقسیم کر کے تعصّبات کی آگ میں جھونک رہی ہے۔ پاکستانی قوم کو آج یزیدی نظام کے خلاف اٹھنے کا عہد کرنا ہوگا، اسی سے ملکی استحکام اور خوشحالی نصیب ہوگی۔ امت مسلمہ اور پاکستانی قوم یزیدی رویوں کے خلاف جہد مسلسل سے ہی عظمت و رفعت سے ہمکنار ہو سکتی ہیں۔ انسانیت کو امن و سلامتی کا دائمی ماحول دینے کی جدوجہد کرتے رہنا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی حکمرانی انسانیت کے دلوں پر ہے جو ظلم، جبر اور آمریت کے خلاف اٹھنے کا شعور دیتی ہے۔

آج بھی امت مسلمہ فرقہ واریت اور اضطراب کا شکار ہے۔ اللہ کا دیا سب کچھ ہونے کے باوجود اغیار کے ہاتھوں رسوایاں سمیٹ رہی ہے۔ امت مسلمہ کو اپنا شعور اجاگر کرتے ہوئے ایسی راہ کا انتخاب کرنا چاہیے جہاں گروہی و فروعی اختلافات بالائے طاق رکھ کر اتحاد امت کو فروغ دیا جا سکے۔

بیداری شعور عوامی اجتماع (منڈی بہاؤالدین) ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی خصوصی شرکت

گذشتہ ماہ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین القادری (چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن) بیداریٔ شعور اور پیغام انقلاب مہم کے سلسلے میں منڈی بہاؤالدین تشریف لے گئے۔ راستہ میں پھالیہ اور دیگر شہروں میں آپ کا تاریخی، والہانہ اور عدیم المثال استقبال کیا گیا۔ منڈی بہاؤالدین پہنچنے تک ان کا استقبالی جلوس 5 کلومیٹر لمبی عوامی ریلی میں بدل چکا تھا۔ بیداری شعور عوامی اجتماع ریلوے ہاکی گراؤنڈ منڈی بہاؤالدین میں منعقد ہوا جس میں ہزاروں مرد و خواتین نے شرکت کی۔ پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی صدر محترم شیخ زاہد فیاض، محترم خرم نواز گنڈا پور، محترم قاضی فیض الاسلام، ڈویژنل کوآرڈینیٹر محترم وسیم ہمایوں اور دیگر ضلعی قائدین بھی منڈی بہاؤالدین ریلوے ہاکی گراؤنڈ کے سٹیج پر موجود تھے۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے عوامی جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک کروڑ نمازیوں کی جماعت کھڑی

ہونے کی دیر ہے چند سو خاندانوں کی استحصالی سیاست خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گی۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی سیاسی بصیرت اور شبانہ روز محنت نے انہیں قوم کا قائداعظم بنایا تھا۔ ڈاکٹر طاہر القادری وہ عظیم قائد ہیں جو ملک کو مثبت تبدیلی سے ہمکنار کر کے پوری قوم کے قائد انقلاب کہلائیں گے۔ آج قائداعظمؒ کے بنائے گئے نشیمن کو آگ لگائی جا رہی ہے اور اسکا تنکا تنکا بکھر رہا ہے۔ فیصلے کا وقت آن پہنچا ہے، اب ملک میں انقلاب آئے گا جس کے نتیجے میں حقیقی جمہوریت آئے گی۔ ڈاکٹر طاہر القادری ایسی قیادت ہیں جنہیں زمانے نہیں بناتے بلکہ زمانے انکے نام سے منسوب ہوتے ہیں۔ 23 دسمبر سے 11 مئی تک انہوں نے جو کہا وہ من وعن درست ثابت ہوا۔ وہ جو باتیں آج کہہ رہے ہیں وہ بھی آنے والے وقت میں درست ثابت ہونگی۔ ہماری سٹیٹس کو سے جنگ اس وقت تک رہے گی جب تک افق سیاست پر انقلاب کا سویرا طلوع نہیں ہو جاتا۔ منڈی بہاؤ الدین کے غیور عوام نے لانگ مارچ کا نظارہ دکھا کر آنے والے انقلاب کو اور بھی قریب کر دیا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب مصطفوی انقلاب کا سویرا سرزمین پاکستان پر طلوع ہوگا۔

منہاج القرآن یوتھ لیگ کی یوتھ پارلیمنٹ کا اجلاس

منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیر اہتمام 10 نومبر 2013ء مرکزی سیکرٹریٹ میں ”یوتھ پارلیمنٹ اجلاس“ منعقد ہوا۔ جس میں چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور صدر PAT محترم شیخ زاہد فیاض نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخواہ، ہزارہ اور جنوبی پنجاب سے تشریف لائے ہوئے یوتھ لیگ کے عہدیداران نے شرکت کی۔ اجلاس میں یوتھ لیگ کے مرکزی عہدیداران صدر محترم شعیب طاہر کی قیادت میں موجود تھے۔

پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی صدر محترم شیخ زاہد فیاض نے یوتھ پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یوتھ لیگ تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کا ہراول دستہ ہے۔ آج مخالفت کرنے والے بھی یہ کہنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ ڈاکٹر طاہر القادری ٹھیک کہتے تھے۔ ایک کروڑ سے زائد نمازیوں کی تیاری کا مرحلہ تکمیل کے قریب ہے۔ مصطفوی انقلاب کی منزل قریب ہے اور جلد ہم اس منزل کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن محترم ڈاکٹر حسن محی الدین القادری نے یورتھ پارلیمنٹ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سفر انقلاب زندگی میں عام طور پر سفر کرنے جیسا کبھی نہ تھا، نہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ کاروان انقلاب عام کارواں جیسا ہے، نہ اسکی منزل عام منزلوں جیسی ہے۔ انقلاب کے اس سفر کا نقطہ آغاز ہو چکا اب یہ نقطہ اپنی انتہا تک ضرور پہنچے گا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی امامت میں نماز انقلاب قائم ہونے والی ہے۔ ان شاء اللہ منہاج القرآن یوتھ لیگ کے نوجوان اگلی صفوں میں ہونگے اور سلام پھیرنے تک ہر نوجوان استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑا ہوگا۔ نا اہل حکمران جان لیں کہ اب ان کو تحفظ دینے والا نظام ٹھہر نہ سکے گا اور انقلاب کے بعد ملک میں حقیقی جمہوریت کا قیام ہوگا۔

”امید پاکستان طلبہ کنونشن“ سے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا خطاب

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے زیر اہتمام 27 اکتوبر 2013ء کو ”امید پاکستان طلبہ کنونشن“ منعقد ہوا جس میں چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور اہم سیاسی و سماجی شخصیات نے خصوصی شرکت کی۔

MSM کے مرکزی صدر محترم عرفان یوسف نے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا مصطفوی انقلاب کی منزل قریب ہے اور ڈاکٹر طاہر القادری کی امامت میں نماز انقلاب قائم ہونے والی ہے۔ ان شاء اللہ مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے نوجوان اگلی صفوں میں ہوں گے اور ہر طالبعلم استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑا رہے گا۔ سٹیٹس کو کی قوتیں جان لیں اب ان کو تحفظ دینے والا نظام

تنکوں کی طرح بہہ جائے گا اور انقلاب کے بعد ملک میں حقیقی جمہوریت کا قیام ہو گا۔

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کی ٹیم کے دیگر ممبرز نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم فروغ امن کے لیے ہمہ وقت کوششیں کرتے رہیں گے اور ایم ایس ایم تعلیمی اداروں میں امن، محبت، بھائی چارہ اور کتاب سے لگاؤ پیدا کرنے کے لیے اپنی جدوجہد ہمیشہ جاری رکھے گی۔

تحریک منہاج القرآن کی سپریم کونسل کے چیئرمین محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے امید پاکستان کنونشن سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انقلابی جماعت قائم کرنے کیلئے دو کروڑ ووٹرز کو نہیں نمازیوں کو کال دی ہے جو استقامت کے ساتھ اُس وقت تک ڈٹے رہیں جب تک سیاست کے شیطان بھاگ نہیں جاتے۔ طلباء اور کارکن دو کروڑ نمازیوں کیلئے صفیں بچھاتے جائیں جلد ہی اقامت کہی جائے گی اور ڈاکٹر طاہر القادری کی امامت میں نماز انقلاب قائم ہو جائے گی جس کے نتیجے میں انقلاب کا سویرا طلوع ہو گا۔ پاکستان میں کرپٹ نظام انتخاب کے ہوتے ووٹ کے ذریعے کبھی تبدیلی نہیں آئے گی۔ ظلم کا سونامی استحصالی نظام کی شکل میں عوام کے حقوق کو خس و خاشاک کی طرح بہائے جا رہا ہے۔ تعلیم کے بغیر قوم ترقی نہیں کر سکتی طلبہ کی اولین ذمہ داری صرف اور صرف تعلیم کا حصول ہے۔ کسی بھی معاشرے کی ترقی میں طلبہ اور باشعور نوجوان اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد اعلی تعلیمی معیار قائم کرنا اور اسلام کے آفاقی نظام کو طلباء تک پہنچانا ہے۔ مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ گزشتہ 19 سالوں سے تعلیمی اداروں میں فروغ تعلیم اور امن کے لیے کوشاں ہے۔ طلباء اپنا رشتہ اسلحہ کی بجائے کتاب سے جوڑیں اور معاشرے میں مثبت رویوں کے فروغ کے لیے کردار ادا کریں۔ پاکستان میں تعلیم کا حصول مشکل ہو گیا ہے جس کی وجہ کرپٹ نظام انتخاب ہے۔ نااہل لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں اور پھر ایسی تعلیمی پالیسیاں بناتے ہیں جو کسی بھی حوالے سے اقوام عالم کے معیار کے مطابق قوم کو ترقی کی طرف گامزن نہیں کر سکتیں۔ مہنگائی کے حالیہ طوفان کی وجہ سے طلبہ کا تعلیم حاصل کرنا بہت محال ہے۔ علم کی اہمیت سے بہرہ ور قومیں بچوں کو مفت تعلیم دے رہی ہیں مگر پاکستان میں سکولوں کی حالت ناگفتہ بہ اور تعلیم کا بجٹ نہ ہونے کے برابر ہے۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن (فیصل آباد) کے زیراہتمام اجتماعی شادیوں کی پروقار تقریب

(رپورٹ: غلام محمد قادری) منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے زیراہتمام 25 جوڑوں کی اجتماعی شادیوں کی پروقار تقریب منہاج القرآن اسلامک سنٹر گلفشاں کالونی کے سامنے وسیع گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کی صدارت تحریک منہاج القرآن کے مرکزی ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور نے کی۔

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعت شریف سے کیا گیا۔ اس موقع پر سید ہدایت رسول قادری، ہمایوں عباس شمس، میاں کاشف محمود، چوہدری محمود عالم جٹ، رانا طاہر سلیم خاں، حاجی محمد عارف بیگ، شیخ اعجاز احمد، چوہدری بدر رمیض، حاجی محمد سلیم قادری، حاجی محمد رفیق، حاجی عبدالمجید، حاجی امین القادری، حاجی محمد رشید قادری، حاجی محمد اشرف، خواجہ شاہد رزاق سکا، رائے محمود الحسن کھرل، چوہدری نصیر ولی محمد، راجہ محمد ایوب، چوہدری تاج محمد، ضلعی صدر فاطمہ سجاد، قمر النساء خاکی، رانا رب نواز انجم کے علاوہ دیگر ممتاز سیاسی، مذہبی، سوشل ویلفیئر اور سماجی بہبود کے نمائندوں نے شرکت کی۔

اس تقریب سے سعید سے ڈی سی او فیصل آباد نجم احمد شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مذہبی، تعلیمی اور فلاحی خدمات قابل تقلید ہیں۔ بانی تحریک منہاج القرآن امن و سلامتی کے حقیقی سفیر ہیں۔ انہوں نے نفرتوں کو محبتوں سے بدلنے کا جو مشن شروع کیا ہے وہ پوری دنیا میں انہیں ممتاز کرتا ہے۔

تقریب سے مرکزی ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور، سید امجد علی شاہ، انجینئر محمد رفیق نجم، محمد عارف صدیقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر فرد دوسروں کو خوشیاں بانٹنے کا عظیم کام ضرور کرے کیونکہ غربت، جہالت اور پسماندگی کا خاتمہ کرنا سنتِ رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بے سہارا اور یتیم بچوں کے منصوبے آغوش سمیت دیگر فلاحی اور تعلیمی منصوبوں کو دوسروں کے لئے مثال بنا دیا ہے۔ بدقسمتی سے ملکی حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ عوام خوشیوں کو ترس گئے ہیں۔ منہاج القرآن کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ اس نے معاشرے میں باہمی اخوت اور محبت کے جذبے کو اجاگر کیا اور آج ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیر قیادت دنیا بھر میں منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن دکھی انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔

نکاح کے فرائض قاری محمد امجد ظفر، قاری محمد اعظم نے سرانجام دیئے۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کی طرف سے تقریب میں شریک ہر دلہن کو ایک لاکھ روپے سے زائد مالیت کا سامان جن میں قرآن پاک، جائے نماز، برتنوں والی الماری، ڈبل بیڈ، کرسیاں، میز، پیٹی، ڈرمی آٹے والی، اٹیچی کیس، سلائی مشین، واشنگ مشین، پنکھا، استری، کلاک، سٹیل برتن، ڈنر سیٹ، پلاسٹک برتن، رضائی ڈبل بیڈ، تکیے کھیس، دریاں، واٹر سیٹ، ٹی کپ، میک اپ سامان و دیگر ضروریات زندگی کا تمام سامان اور دلہن کو سونے کا کوکا، دلہا کو گھڑی کا تحفہ دیا گیا۔ تقریب میں 2000 مہمانوں کو پرتکلف کھانا دیا گیا ہے۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن (گجرات) کے زیر اہتمام اجتماعی شادیوں کی پروقار تقریب

تحریک منہاج القرآن گجرات سٹی کی نظامت ویلفیئر کے زیر اہتمام یتیم اور مستحق بچیوں کی اجتماعی شادیوں کی عظیم الشان تقریب 31 اکتوبر بروز جمعرات بوقت دوپہر بمقام قندفشان میرج ہال میں منعقد کی گئی، جس میں مرکزی ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈا پور نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت قاری القراء اور ٹی وی کے معروف قاری قاری اللہ بخش نقشبندی نے حاصل کی، بعد ازاں تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے گئے۔ اس موقع پر مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، قاری اللہ بخش نقشبندی، علامہ سید فرحت حسین شاہ، پروفیسر عمر ریاض عباسی اور یورپ سے خصوصی طور پر حاجی ارشد جاوید وڑائچ (اٹلی)، الحاج محمد افضل انصاری (ناروے)، چوہدری ظفر (فرانس)، علامہ احمد رضا (ہالینڈ)، محمد حسین (سپین)، ندیم آفتاب (سعودی عرب)، محمد آصف (ڈنمارک) اور محمد شعبان ڈار (اٹلی) تشریف لائے۔

اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے خرم نواز گنڈاپور نے کہا شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اسلامک ویلفیئر سٹیٹ بنانے کے لیے جو منشور دیا تھا منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اس منشور کا عملی مظاہرہ ہے۔ ظلم و ستم کے اس نظام میں والدین اپنی بچیوں کی شادی کرنے سے قاصر ہیں۔ معاشرے کے اس طبقے کی مدد کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اجتماعی شادیوں کا سلسلہ شروع کیا، تاکہ معاشرے کی غریب اور مستحق بچیوں کو باوقار طریقے سے رخصت کر کے ان کے گھروں کو آباد کیا جاسکے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نکاح ایسا عقد ہے جو آدمی کے ایمان کی حفاظت کا سبب بنتا ہے اور خاندان کا وجود عمل میں آتا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے ذریعے اجتماعی شادیوں کی کاوش ایک احسن قدم ہے جو کئی گھرانوں کی خوشیوں کا سبب بن رہی ہے۔ انہوں نے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن گجرات کو اس شاندار پروگرام کے انعقاد پر خراج تحسین پیش کیا۔

تقریب میں ضلع بھر سے تحریک منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک، یوتھ لیگ اور MSM کے عہدیداران، کارکنان ورفقاء نے بھرپور شرکت کی جبکہ دولہا اور دولہن کی جانب سے 40 افراد مشترکہ طور پر بلائے گئے نیز شہر بھر کی معروف کاروباری، سماجی، مذہبی اور سیاسی شخصیات نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اختتام پر اللہ کے حضور ملک وقوم کی سلامتی کے لیے خصوصی دعا کی گی۔

خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم 2014ء

ماہ ربیع الاول اپنی آغوش میں ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں لئے امت مسلمہ پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے تحریک منہاج القرآن جس جوش و جذبۂ ایمانی سے میلاد مناتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور پوری دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

23 دسمبر 2012ء سے تحریک فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہوچکی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ایک کروڑ نمازیوں کی تیاری کے حکم کے تناظر میں تحریک اس سال جشن عید میلاد النبی ﷺ کو حسب سابق جوش و جذبے اور عقیدت و احترام سے منایا جائے گا۔ اس عزم کے ساتھ کہ

؎ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے   دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

رفقاء، کارکنان اور وابستگان تحریک! جذبہ عشق رسول ﷺ دلوں میں موجزن کرکے دین کی سربلندی کا علم اٹھائے ہر قسم کے مالی، سیاسی، خاندانی، مفادات اور تحفظات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی منزل کے حصول کے لئے آگے بڑھئے۔

یہ تحریک منہاج القرآن پر اللہ تعالیٰ اور حضور نبی اکرم ﷺ کی خصوصی نوازشات میں سے ہے کہ تحریک کے زیراہتمام ہر سال ہونے والی دنیائے اسلام کی فقیدالمثال عالمی میلاد کانفرنس امسال انڈیا کے شہر بنگلور میں ہورہی ہے۔ جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری خصوصی شرکت فرمائیں گے۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ براہ راست نشر ہونے والی اس کانفرنس سے پوری دنیا منسلک ہوگی۔

تحریک منہاج القرآن اور اس کے جملہ فورمز و تنظیمات مرکزی ہدایات کے مطابق میلاد مہم کامیاب بنانے کے لئے محنت و کوشش کریں تاکہ ہم عشق و محبت رسول ﷺ کے اس مقدس ماہ میں اپنے آقا ﷺ کے دین کی تجدید و احیاء اور مصطفوی انقلاب کے پیغام کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت کو ممکن بنائیں۔

☆ اس سال میلاد مہم کا دورانیہ 20 جنوری سے 10 فروری تک ہوگا۔

اس سلسلے میں جملہ تنظیمات اور ان کے جملہ فورمز درج ذیل ہدایات کے مطابق میلاد مہم کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں:

استقبال ربیع الاول

۱۔ ربیع الاول کا چاند دیکھنے کے بعد دو رکعت نماز نوافل شکرانہ ادا کریں۔

۲۔ اپنے اعزاء و اقرباء، محلّہ دار اور دوستوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد بذریعہ E-Mail یا SMS کے ذریعہ دیں۔

۳۔ استقبال ربیع الاول کے حوالے سے علاقہ میں ایک بھرپور جلوس کا اہتمام کیا جائے۔

عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد

30 ویں عالمی میلاد کانفرنس حسب سابق مینار پاکستان لاہور میں ہوگی جس میں لاہور A اور لاہور B کی جملہ تنظیمات/ کارکنان/ عامۃ الناس شرکت کریں گے۔ شیخ الاسلام کے حکم کے مطابق اس سال تحصیلی/ضلعی ہیڈکوارٹر پر محفل میلاد منعقد کی جائے گی جو کہ لاہور کی عالمی میلاد کانفرنس کا تسلسل ہوں گی۔

۱۔ ضلعی/ تحصیلی میلاد کانفرنس کو عظیم الشان بنانے کے لئے جملہ تنظیمات / فورمز/ کارکنان محنت کریں۔ علاقہ میں موجود مذہبی، سیاسی، فلاحی تنظیمات کے ساتھ ساتھ طلباء، وکلاء، مزدور اور کسان یونینز کو بھرپور دعوت دی جائے۔

۲۔ علاقہ بھر میں میلاد کانفرنس کے بڑے بڑے ہورڈنگز و بینرز لگوائیں۔

۳۔ ڈویژنل ناظمین اپنی زیرنگرانی ہر تحصیل میں ''کاروان میلاد'' کا انعقاد کریں اور ہر ڈویژن میں ہینڈ بلز تقسیم کریں۔

۴۔ مشعل بردار جلوس نکالے جائیں اور ان کے ذریعے عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۵۔ ہر رفیق/ وابستہ/ کارکن اپنی گاڑی کی بیک سکرین پر میلاد کانفرنس کا فلیکس آویزاں کرے گا۔

۶۔ ہر تحصیلی تنظیم اپنی تمام یونین کونسلز میں کم از کم ایک میلاد کانفرنس منعقد کرے۔

۷۔ حسب استطاعت ضیافت میلاد کا اہتمام کریں۔

۸۔ کیبل نیٹ ورک پر میلاد کانفرنس کے اشتہار چلوائے جائیں۔

نوٹ: اس سلسلہ میں مزید ہدایات ضلعی/تحصیلی تنظیمات کو الگ سے جاری کر دی جائیں گی۔

اجتماعی تنظیمی ذمہ داریاں

۱۔ تنظیمات اور وابستگان تحریک یونین کونسل سطح پر حلقہ ہائے درود وفکر اور محافل میلاد کا اہتمام کریں۔

۲۔ دیگر کتب کے علاوہ قائدمحترم کی کتاب سیرۃ الرسول ﷺ، میلاد النبی ﷺ اور منہاج السوی کی بھرپور تشہیر کی جائے۔

۳۔ 11 روز تک تحصیل سطح کے مختلف علاقہ جات میں مشعل بردار جلوس کا اہتمام کریں۔

۴۔ ہر تحصیلی تنظیم قائدمحترم کی کتب و کیسٹس اور CDs کے دعوتی پیکج تحائف کی صورت میں مذہبی ، سیاسی اور سماجی دانشور شخصیات کو دیں۔

۵۔ بینرز کے ذریعے مقامی سطح پر امت کو آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کی مبارکباد دی جائے اور فروغ عشق مصطفی ﷺ کو اجاگر کیا جائے۔

۶۔ قائدمحترم کے Qtv پر چلنے والے خطابات کو پورا مہینہ اجتماعی طور پر بازاروں اور گھروں میں دکھانے کا اہتمام کیا جائے۔

۷۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر میلاد مہم کی جملہ تقریبات کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا جائے۔

گھریلو سطح پر (صرف خواتین کیلئے)

۱۔ یکم تا 12 ربیع الاول خواتین بچوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی اہمیت بیان کریں تا کہ بچوں میں میلاد النبی ﷺ کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔ اپنے گھروں میں خصوصی حلقہ ہائے درود کا انعقاد کریں۔

۲۔ بچوں کو درود و سلام پڑھنا سکھائیں اور اس کے اجر وثواب کی اہمیت کو اجاگر کریں۔

۳۔ ہر روز گھروں میں خواتین کی محفل نعت کا اہتمام کریں جس میں تبرک کا اہتمام کیا جائے۔

۴۔ خواتین محفل نعت میں خود اور بچوں کو نعت پڑھنے کی سعادت کا موقع فراہم کریں۔

۵۔ والدین بچوں کو آقا ﷺ کی بچوں کے ساتھ محبت وشفقت بھرے واقعات سنائیں۔

۶۔ خواتین گھروں میں آپ ﷺ کا پسندیدہ کھانا جو آپ ﷺ تناول فرماتے تھے (تفصیل کتاب شمائل مصطفیٰ ﷺ میں درج ہے) گھر میں تیار کریں۔

۷۔ صبح فجر کے بعد شکرانے کے نفل ادا کریں۔ شرینی بانٹیں، نئے کپڑے پہنیں، عزیزو اقارب سے ملیں اور محافل کا انعقاد کریں۔

۸۔ ہر تحریکی گھرانے میں نماز فجر کے بعد کھڑے ہو کر حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھا جائے۔

برائے کارکنان (انفرادی سطح)

۱۔ ہر کارکن کثرت سے درود پاک کا وظیفہ کرے۔ ماہ ربیع الاول کے پہلے 12 دن کم ازکم 1000 مرتبہ اور باقی دنوں میں کم ازکم 500 مرتبہ روزانہ درود پاک ضرور پڑھا جائے۔

۲۔ پہلے 12 دن ہر کارکن ہر روز نفل حضور اکرم ﷺ کی طرف سے پڑھے جبکہ باقی ایام ربیع الاول میں ہر پیر کو پڑھے۔ ہر کارکن فروغ عشق رسول ﷺ کی تحریک، تحریک منہاج القرآن میں لوگوں کو شمولیت کی دعوت دے اور کم ازکم 10 افراد کو تحریک کا رفیق بنائے۔

۳۔ پورا مہینہ گنبد خضریٰ کا مونوگرام اور نعلین پاک سینوں پر آویزاں کئے جائیں۔

۴۔ حسب استطاعت گھروں پر یکم سے 12 ربیع الاول تک جھنڈیوں اور لائٹنگ کے ذریعے بھرپور خوشی کا اظہار کیا جائے۔

۵۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو میلاد النبی ﷺ کے کارڈ، تحائف اور پھولوں کے گلدستے پیش کیے جائیں۔ ہر کارکن کم ازکم 10 افراد کو میلاد النبی ﷺ کے کارڈ بھجوائے گا۔ مرکز سے یہ کارڈ دستیاب ہوں گے۔

۶۔ اہم شخصیات کو سیرت الرسول ﷺ / میلاد النبی ﷺ، شمائل مصطفیٰ ﷺ یا منہاج السوی کا تحفہ دیں۔

۷۔ تحریک سے وابستہ ہر فرد اپنی فیملی کو ہر روز بٹھا کر قائد محترم کی کتاب نور الابصار بذکر النبی المختار سے حضور ﷺ کے فضائل و کمالات اور حسن و جمال پر مبنی عبارت پڑھ کر سنائے۔

۸۔ ہر تحریکی گھرانہ اپنے گلی بازاروں میں آقا ﷺ کی آمد کی خوشی میں بچوں کے اندر کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کرے تاکہ شعوری طور پر بچوں کے اندر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔

۹۔ بچوں کو نئے کپڑے پہنائے جائیں اور حسب استطاعت عیدی دی جائے۔

۱۰۔ بچوں کو کم ازکم ایک دفعہ سیر کیلئے لے جایا جائے۔

۱۱۔ ٹیلی فون، Mobile Message کے ذریعے مبارکباد دی جائے۔ ہر کارکن تحریک کے پیغام کے ساتھ کم ازکم 50 لوگوں کو SMS کرے۔

۱۲۔ E-mail کے ذریعے کارڈ کی ترسیل کی جائے۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی

۱۔ منہاج پبلک / ماڈل سکولز میں تلاوت، نعت اور تقریری مقابلے بسلسلہ میلاد النبی ﷺ منعقد کیے جائیں۔

۲۔ منہاج پبلک / ماڈل سکولز میں تاجدار کائنات ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت و محبت اور میلاد النبی ﷺ کی اہمیت پر لیکچرز اور محافل نعت کا اہتمام کریں اور بعد ازاں شرینی بانٹی جائے۔

۳۔ جہاں ممکن ہو مشعل بردار جلوس نکالا جائے۔

۴۔ بچوں کو صبح اسمبلی میں ایک حدیث میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ترجمہ کے ساتھ سنائی جائے۔

۵۔ منہاج پبلک / ماڈل سکول قریبی پرائیویٹ سکولز کو مرکزی میلاد النبی ﷺ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۶۔ مختلف سکولز کو عید میلاد النبی ﷺ کے کارڈ ارسال کیے جائیں۔ DDEs تمام سکولز کو اس سعادت میں شامل کریں۔

۷۔ سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی ادارہ جات کو تحریک منہاج القرآن کی طرف سے میلاد النبی ﷺ کے کارڈ روانہ کیے جائیں۔

۸۔ بچوں کو صاف ستھرے کپڑے پہننے کی ترغیب دی جائے۔ ۹۔ تمام سکولز کی بلڈنگ میں چراغاں کیا جائے۔

۱۰۔ بچوں کو گھروں میں میلاد النبی ﷺ پر چراغاں کرنے کی خصوصی ہدایت کی جائے۔

۱۱۔ صبح کی اسمبلی میں تمام بچے تاجدار کائنات ﷺ کی ذات اقدس پر ایک دفعہ درود و سلام ضرور پیش کریں۔

☆ **اس عظیم الشان مہم کو کامیاب بنانے کیلئے ابھی سے ہی ذمہ داریاں تقسیم کردی جائیں اور تمام احباب اس میں بھرپور محنت کریں۔**

برائے مزید معلومات و رہنمائی

۱۔ محترم احمد نواز انجم۔ نائب ناظم اعلیٰ۔ (تنظیمات) (0300-4147093)

۲۔ محترم رانا محمد ادریس۔ نائب ناظم اعلیٰ (دعوت) (0300-4395196)

۳۔ محترم محمد جواد حامد۔ ناظم اجتماعات (0333-4244365)

۴۔ محترم محمد رفیق نجم۔ ناظم تنظیمات (0321-5000524)

۵۔ محترم ساجد محمود بھٹی۔ مرکزی سیکرٹری کوارڈینیشن PAT (0333-4261554)

۶۔ محترم ارشاد طاہر۔ امیر لاہور (0300-4217066)

۷۔ محترم حافظ غلام فرید۔ ناظم لاہور A (0300-8450797)

۸۔ محترم محمد طیب ضیا۔ مرکزی سیکرٹری کوارڈینیشن تنظیمات (0345-6676237)

۹۔ محترم عرفان یوسف۔ صدر MSM (0321-4022709)

۱۰۔ محترم حافظ شعیب۔ صدر یوتھ لیگ (0346-4016678)

۱۱۔ محترم میر آصف اکبر۔ ناظم علماء کونسل پنجاب (0321-4521775)

۱۲۔ محترمہ راضیہ نوید۔ ناظمہ ویمن لیگ (0334-4541878)

۱۳۔ محترمہ عائشہ شبیر۔ نائب ناظمہ ویمن لیگ (0333-4774251)

سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ کے ذکرِ جمیل پر مشتمل عظیم ذخیرۂ علم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

کے سینکڑوں خطابات کی VCDs، Audio CDs، DVDs

اور تصانیف سے استفادہ کیجئے

ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ
ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اِشکالات کے مدلّل جواب دیتا ہے
اور اِصلاحِ اَحوال و اِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
Regd CPL No.41

آؤ کہ سب حضور ﷺ سے عہدِ وفا کریں!

30 ویں سالانہ

عالمی میلاد کانفرنس

11 اور 12 ربیع الاول کی درمیانی شب

خصوصی خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

امسال منہاج القرآن انٹرنیشنل انڈیا کے زیرِ اہتمام بنگلور میں ہونے والی عالمی میلاد کانفرنس سے شیخ الاسلام کا خطاب مینارِ پاکستان لاہور سمیت پاکستان کے جملہ اضلاع و تحصیلات میں منعقدہ میلاد کانفرنسز میں بذریعہ ویڈیو لنک براہ راست نشر کیا جائے گا

زیرِ نگرانی

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

میلاد کانفرنس میں معروف قراء، نعت خواں، علماء کرام اور مختلف طبقات کی نامور نمائندہ شخصیات شرکت فرمائیں گی

TahirulQadri TahirulQadri
042-111-140-140 www.minhaj.org

تحریکِ منہاج القرآن